THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, December 14, 2011

(76th Session)

Volume IX No. 04

(Nos. 1-07)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran…………………………..	1-2
2.	Deferment of Question Hour…………………...………	
3.	Discussion on Legislative Business of the Day…………..	
4.	Leave of Absence…………………………………………	
5.	Legislative Business …………………………………….	
6.	Prime Minister's Speech on 18th Amendment…….……...	
7.	Points of Order on different subjects ……………………	
8.	Answer of Honorable Prime Minister of Pakistan to Points of Order raised by the Honorable Senators…...................	

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume IX SP. IX(04)/2011

No. 04 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, December 14, 2011

The Senate of Pakistan met in the National Assembly Hall (Parliament House) Islamabad at 5.37 in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr. Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ
عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُقْسِطِيْنَ۔ اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ
تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔

ترجمہ: عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم میں اور ان لوگوں میں جن سے تم دشمنی رکھتے ہو دوستی پیدا کردے۔ اور اللہ تعالیٰ قادر ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے اللہ تعالیٰ تم کو منع نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان ہی لوگوں کے ساتھ تم کو دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں اوروں کی مدد کی۔ تو جو لوگ ایسوں سے دوستی کریں گے وہی ظالم ہیں۔

سورۃ الممتحنہ (آیات 7تا9)

جناب قائم مقام چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بخاری صاحب لیڈر آف دی ہاؤس وزراء تو پشاور سے پہنچے ہی نہیں، چپلی کباب کھاتے ہوئے ادھر رہ گئے ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری (لیڈر آف دی ہاؤس): جناب والا! چار بجے تک تو کیبنٹ میٹنگ رہی ہے اور traveling time بھی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سوالوں کے جواب کون دے گا، سرکاری بزنس کون lay کرے گا۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! اس پر obviously Finance Ministry کے سوالات ہیں we will be waiting for the Finance Minister.

جناب قائم مقام چیئرمین: ان کی بھی regret آگئی.They are all there, they got late

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: As far as the replies of the questions for CDA and HEC are concerned that are responded.

اور جو کیبنٹ کے سوالات ہیں BISP except بے نظیر انکم سپورٹ کے باقی جو سوالات ہیں وہ آپ take up کر لیں I have responded. Finance کے اور inter-provincial کے وزیر تشریف لائیں گے تو پھر ہی ہو سکے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مجھے تو مشکل نظر آرہا ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: یا تو پھر defer کر دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک منٹ لیڈر آف دی اپوزیشن سے بات کرتے ہیں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بڑی بد قسمتی ہے ماضی میں بھی مسلسل اسی طرح ہوتا رہا کہ اکثر و بیشتر جن وزراء کے متعلقہ سوالات ہیں وہ غیر حاضر رہتے ہیں اور جتنی محنت سے ہمارے دوست سوالات اکٹھا کرتے ہیں اور submit کرواتے ہیں، ان پر اتنا خرچہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد متعلقہ وزیر صاحبان نہیں ہوتے۔ اسی طرح یہ سارا سلسلہ رہتا ہے۔ یہ بڑی بد قسمتی ہے اور نیر بخاری صاحب بڑے شریف آدمی ہیں لیکن ان کی بات بھی نہیں مانی جاتی۔ اب تو پھر یہ ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر آپ لے لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پوائنٹ آف آرڈر پر بھی نیر بخاری صاحب حاضر ہیں۔ یہ تو ہر قربانی کی عید پر بکرا ان کو بنایا ہوا ہے۔ ہم کیا کریں، وزراء فیصلہ کریں کہ ہم کابینہ میں رہنا چاہتے ہیں یا نہیں وزارت کرنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ بخاری صاحب بھی کہتے ہیں کہ میں کچھ مخصوص سوالوں کا جواب دوں گا دوسروں کا میں ذمہ دار نہیں۔ طلحہ صاحب۔

سینیٹر محمد طلحٰہ محمود: بخاری صاحب کہہ رہے ہیں میں جواب دے سکتا ہوں۔ میرے خیال میں بخاری صاحب نہیں دے سکیں گے۔ اس میں جھوٹے جواب ہیں اور میں ثابت کروں گا کہ جھوٹے جوابات دیئے گئے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: غلط جوابات دیئے گئے ہیں۔

سینیٹر محمد طلحٰہ محمود: اس میں پوری سینیٹ کو misguide کیا گیا ہے۔ اس کی میں پوری تفصیل لکھ کر دوں گا۔ Incomplete information دی گئی ہے اور کافی information ایسی ہے جو جھوٹی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ سینیٹر طلحہ صاحب نے جو کہا incomplete ہونا اور issue ہے لیکن جھوٹا کہہ دینا غلط ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ کسی سوال کا جواب درست نہیں ہے تو he can point out اور that can be examined. We can ask the officials of the concerned ministry or concerned department to come and give the reply. یہ میرے آفس میں آجائیں ہم ان سے وضاحت لے لیں گے، ان کی تسلی کروا دیں گے، ان کی تشفی کروا دیں گے لیکن issue کو دیکھے بغیر کہہ دینا کہ وہ جھوٹے ہیں اگر وہ جھوٹے ہیں تو they will be held responsible for that. We will take them to task. مگر یہ کوئی بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مجھے آپ کی بات پر یقین ہے۔

سینیٹر محمد طلحٰہ محمود: اس میں سوال نمبر ۸۳ ہے میں نام بتاتا ہوں، شاہد عباس۔ اس کا نام میرے پاس ہے اس لسٹ میں نام نہیں ہے۔ اس کے علاوہ میرے پاس بہت سارے proofs ہیں جس میں انہوں نے جو جوابات دیئے ہیں وہ غلط دیئے ہیں اور کافی information چھپائی گئی ہے۔ کچھ ایسے جوابات دیئے گئے ہیں جو جھوٹ پر مبنی ہیں۔ میرے پاس اس کے سارے پوائنٹس لکھے ہوئے

ہیں۔ اگر بخاری بسم اللہ کرنا چاہیں تو میں ان کو offer کرتا ہوں کہ آئیں بسم اللہ کریں اور سوالوں پر بات کریں میں آپ کو سپلیمنٹری کروں گا اور پورے ہاؤس سے درخواست کروں گا۔ صرف مجھے اجازت دیں میں debate کروں گا۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ debate کرنی ہے یا جواب لینا ہے۔ اگر یہ جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو we will satisfy him, we will ask for the further record جو clarification یہ مانگنا چاہیں ہم وہ بھی متعلقہ ادارے سے لے لیں گے۔

سینیٹر محمد طلحٰہ محمود: مجھے اعتراض یہ ہے کہ بخاری صاحب نے کہا کہ آپ نے straight away کہہ دیا۔ میں پوری working کر کے آیا ہوں میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ بسم اللہ کر کے ایک ایک سوال لے کر آجائیں، اس میں میرے سارے پوائنٹس لکھے ہوئے ہیں، میں پوائنٹس کے ساتھ اور ثبوتوں کے ساتھ بات کروں گا۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اگر *prima facie* یہ بات آئی کہ کوئی غلط جواب آیا تو we can enquire into it. یہ کوئی بات نہیں ہے کہ ہم enquire نہیں کرنا چاہتے۔ We will investigate all these things. If it is established that those officials should be taken to the task then say لیکن پہلے کہہ دینا مناسب نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پلیز ایک وقت میں ایک بات کریں۔ شاہد بگٹی صاحب بات کر لیں اس کے بعد اسماعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ جو طلحہ محمود صاحب فرما رہے ہیں ان کی بات اپنی جگہ پر بالکل درست ہو گی لیکن اس وقت سوال یہ اٹھتا ہے کہ سینیٹ Upper House ہے اس کو ایک decorum کے تحت چلایا جاتا ہے اور rules کہتے ہیں کہ پہلے Questions Hour لیا جائے گا اس کے بعد دوسرا بزنس ہوگا۔ اب کافی عرصے سے ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ کبھی ہم سوالات defer کر دیتے ہیں، وزراء کا انتظار ہوتا ہے۔ جناب والا! ہم ملک کو اور عوام کو کیا پیغام دے رہے ہیں کہ جب بھی ہم چاہیں rules کو violate کر لیں، Questions Hour ہم بعد میں کر لیں، پوائنٹ آف آرڈر پہلے لے لیں۔ جناب والا! یہ بالکل غیر مناسب ہے۔ آج یہ پہلی دفعہ نہیں ہے کہ وزراء نہیں ہیں، آج چلیں ایک genuine وجہ ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ پشاور میں کیبنٹ میٹنگ ہو رہی ہے، دیر تک چلی ہے اور وہ نہیں پہنچ سکے لیکن پانچ سال سے ہم یہی تماشا دیکھ رہے ہیں۔ انہوں نے کبھی بھی سینیٹ کو بشمول وزیراعظم انہوں

نے کبھی بھی اس ہاؤس کو اہمیت نہیں دی۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر بیٹھ کر وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ نہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہو سکتی ہے، نہ سوالات کے جوابات آئیں گے، یہ تو بخاری صاحب کی مہربانی ہے کہ وہ کہتے ہیں کچھ سوالوں کے میں جوابات دوں گا لیکن اس سے بات نہیں بنے گی۔ جناب والا! میری تجویز یہ ہے کہ ہاؤس کو adjourn کر دیں، جب کوئی ذمہ دار آئے گا تو بیٹھیں گے ورنہ یہاں پر ٹائم ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہم پوائنٹ آف آرڈر پر یک یک کرتے رہیں گے۔ یک یک ہم کرتے رہیں گے، جواب دینے والا کوئی نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یک یک کا لفظ استعمال نہ کریں، غیر ضروری بولتے رہیں گے لیکن کوئی شنوائی نہیں ہو گی۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب والا! میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا لیکن آپ اس کو expunged کر دیں، آپ کا حق ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں نے ان کو کہا غیر ضروری discussion کریں گے۔ ایسے ہی وقت ضائع ہو گا۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب والا! جب جواب کوئی نہیں آئے گا تو آخر یہی ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ بخاری صاحب نے تو فراخ دلی کا مظاہرہ کیا کہ میں نے ان سوالات کے جوابات دینے ہیں لیکن آپ مجھے بتائیں کہ کتنی منسٹریوں کے سوالات کے وہ جواب دیں گے۔ اب ظاہر ہے جو سوالات دیتے ہیں وہ تیاری کر کے آتے ہیں اور منسٹری ہے اور منسٹر ہے وہ بھی تیار ہو کر آتا ہے اور سوالات کے جوابات دیتا ہے۔ اب بخاری صاحب کا مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس طرح ان سوالات کے جوابات عنایت فرمائیں گے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ممبران کو بولنے دیں وہ اپنی بات کریں۔ وزراء کا ہم انتظار کرتے ہیں آپ اجلاس کو ملتوی نہ کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا صاحب، آج کا اجلاس پانچ بجے اسی نیت سے رکھا گیا تھا کہ یہ لوگ واپس پہنچ جائیں گے۔ ساڑھے تین کی بجائے پانچ بجے اور شروع بھی ہم ساڑھے پانچ کر رہے ہیں اور ابھی پونے چھ ہو گئے ہیں، Chief Whip کو سن لیتے ہیں۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ (چیف وپ): جناب چیئرمین! شکریہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ سب سے پہلے تو میں اپنے معزز ممبران کے جذبات کا احترام کرتا ہوں اور حکومت بھی کرتی ہے۔ لیکن آج کی پوزیشن یہ رہی ہے ----- جاری ہے -----

سینیٹر اسلام الدین شیخ (چیف وہپ): (جاری---) ان کے جذبات کا میں احترام کرتا ہوں لیکن آج کی position یہ رہی ہے کہ ہم لمحہ بہ لمحہ وزیراعظم کی ٹیم کے ساتھ in touch رہے اور Cabinet meeting late ہو گئی اور اسی وجہ سے آج ہم نے اجلاس دیر سے رکھا تھا لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس سے پہلے وزرا کی کافی تعداد ہر اجلاس میں آرہی ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر اسلام الدین شیخ: دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ جب اجلاس شروع ہوا تھا تو آپ کی قیادت میں پارلیمانی پارٹیوں کے سربراہان کی meetings ہوئی تھیں اور اس میں ایک matter وہ تھا کہ جو ہمارے سینیٹ کے ارکان کے funds lapse ہو گئے تھے اور میں نے اس وقت اس میٹنگ میں آپ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ایک ہفتے میں اس کو حل کر لیا جائے گا۔ یہ میں نے اس لیے بتایا ہے کیونکہ یہ issue آپ کا ہے۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب والا! جب سینیٹ میں کارروائی ہو رہی ہو تو اس میں چیف وہپ صاحب اپنا یہ بیان پیش کریں۔

(مداخلت)

سینیٹر اسلام الدین شیخ: اگر حکومت سنجیدہ نہیں ہوتی تو وہ یہ رپورٹ میرے پاس نہیں بھیجتی۔ اب میں ان تمام ممبران سے درخواست کروں گا کہ کل وہ میرے پاس تشریف لے آئیں، میرے پاس ساری رپورٹ آگئی ہے۔ جس جس کا بھی fund lapse ہوا ہے وہ fund بحال کرا دیا ہے۔ اس طرح سے جو یہ شکایت تھی وہ میں نے دور کر دی ہے ان آٹھ دنوں میں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! آپ ہاؤس کو in order کریں۔ جناب چیئرمین! میں بہت دیر سے کہہ رہا ہوں لیکن دیر آید درست آید۔ میں شیخ صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے یہ کام کر دیا ہے لیکن مجھے لگتا نہیں کہ ان کو detail مہیا کی گئی ہے۔ وزیراعظم صاحب نے تقریباً چار، پانچ مہینے پہلے بھی وعدہ کیا تھا اس ہاؤس میں کہ جو lapse شدہ پیسے ہیں وہ مل جائیں گے لیکن ابھی تک نہیں ملے۔ اگر شیخ صاحب گارنٹی دیں کہ وہ detail ان کے پاس ہے تو ہم ان کے پاس حاضر ہوں گے اور وہ ہمیں بتائیں۔ کاغذوں

میں تو وہ ہمیں چھ مہینے سے کہہ رہے ہیں کہ پیسے lapse نہیں ہوں گے اور یہ منظور ہوگئے ہیں۔ مجھے ابھی بھی لگتا ہے کہ شیخ صاحب کو پتا نہیں ہے اور کوئی منظوری نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کل شیخ صاحب سے مل لیں، شیخ صاحب نے فنڈز کی طرف لگا دیا۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: دوسری بات یہ ہے کہ ہاؤس کو کوئی اہمیت نہیں دی جارہی۔ یہاں پر نہ وزیراعظم آتا ہے، نہ وزیر آتے ہیں۔ اگر سینیٹ کی ضرورت نہیں ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس ادارے کو ختم کریں۔ یہاں پر تو نہ وزیر دلچسپی لیتا ہے اور نہ وزیراعظم صاحب آتے ہیں۔ یہ سوالوں کے جواب ہم نیر بخاری صاحب سے نہیں سنیں گے، متعلقہ وزیر صاحب کو آنا چاہیے۔ آپ ایک گھنٹے کے لیے اجلاس کو ختم کریں، پھر اجلاس بلائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: صحیح بات ہے۔ میڈم گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب والا! پورے راولپنڈی اسلام آباد میں گیس کا اتنا بڑا مسئلہ ہے، لاہور میں نہیں آرہی۔ کل بھی ہم نے اس پر بات کی ہے۔ سب گیس والے کھڑے ہو جائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کا جواب میں بعد میں لوں گا۔ شکریہ میڈم، جی زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین! میں بڑے ادب سے شیخ صاحب سے request کرتا ہوں کہ شیخ صاحب جس دن سے اجلاس شروع ہوا ہے پہلے دن میں نے ان سے کہا تھا کہ نہ وزراء آتے ہیں نہ وزیراعظم صاحب آتے ہیں۔ شیخ صاحب نے کہا کہ مجھے آج کا دن دے دیں اور کل سے وزیراعظم صاحب آئیں گے، روز شیخ صاحب کہتے ہیں کہ وزیراعظم صاحب آئیں گے۔ شیخ صاحب آپ کی کس بات پر ہم اعتماد کریں، کس بات کو مانیں، اب فنڈز پر ممبروں کو خوش کر رہے ہیں۔ اس کا بھی مجھے پتا ہے کہ فنڈز کیسے ملیں گے، اس کا بھی مجھے علم ہے کہ ملیں گے یا نہیں ملیں گے۔ میں اس پر بات نہیں کرنا چاہتا۔ ہمارے سوالات ہیں عوام کے، طلحہٰ محمود صاحب نے بالکل صحیح کہا، اس میں دو تین سوالات میرے ہیں جس پر غلط جواب آیا ہے وہ کمیٹی میں جائیں گے کیونکہ ہاؤس کی بے عزتی ہو رہی ہے۔ اگر یہ لوگ ایسے حکومت چلارہے ہیں تو اس سے بہتر ہے استعفیٰ دے دیں، ختم کر دیں۔ اس کی کوئی ضرورت ہے کہ روز ہم اٹھ کر یہی چیختے رہیں کہ وزیر نہیں آرہے، وزیراعظم نہیں آرہے یہ فنڈز کی بات کرتے ہیں، فنڈز کو گولی مارو۔ فنڈز آئیں گے تو عوام کا کام ہوگا اگر نہیں آئیں گے تو عوام کا کام نہیں ہوگا۔ اس وقت جو burning issue ہے لوگوں کو گیس نہیں مل رہی، پٹرول کی قیمت بڑھ رہی ہے، بجلی

نہیں ہے۔ اس پر سوال وہی آرہا ہے کہ آپ نے قوم کا پیسہ کہاں کہاں پر خرچ کیا ہے؟ جھوٹ بتاتے ہیں کہ ہم نے ادھر کیا ہے۔ ایک جگہ پر صرف بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام پر کمپنیوں کو دو ارب روپے دیئے ہیں۔ اس کا سارا غلط جواب آیا ہے۔ قوم کا جو مال لوٹا جا رہا ہے اس کا جواب آنا چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایسا کرتے ہیں کیونکہ وزراء موجود نہیں ہیں، ایک اور موقع ان کو دیتے ہیں۔ ہاؤس پندرہ منٹ کے لیے adjourn کرتے ہیں، دیکھتے ہیں وہ پہنچتے ہیں یا نہیں۔ اس کے بعد میں اپنی ruling دے دوں گا۔ The House is adjourned for 15 minues. اور پندرہ منٹ دیتے ہیں، سوا چھ تک انتظار کر لیتے ہیں۔

(Then the House was adjourned for fifteen minutes.)

Azhar ur1 t04−14dec2011

(مختصر وقفہ کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب قائم مقام چیئرمین جناب جان محمد خان جمالی شروع ہوئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی جناب قائد ایوان۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری (قائد ایوان): جناب چیئرمین! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے اور باقی معزز اراکین کے علم میں بھی ہے کہ پشاور میں Cabinet meeting تھی، اس لیے ministers وقت پر ایوان میں نہیں پہنچ سکے۔ ابھی بہت سے ministers راستے میں ہیں اور وہ پہنچ رہے ہیں. and even Prime Minister himself is coming to the House. کچھ ministers آ گئے ہیں اور پرائم منسٹر صاحب خود بھی تشریف لا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کے جو questions ہیں اگر ان کو ہم Saturday کے لیے defer کر دیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔ اس وقت تک معزز وزراء کو وقت بھی مل جائے گا۔

Mr. Acting Chairman: Please welcome the Prime Minister of Pakistan.

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: گیلری میں موجود بلوچستان کے نوجوانو! تالی نہیں بجائی جاتی۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اگر questions defer کر دیے جائیں تو بہتر ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل۔ مولانا صاحب ابھی نہیں ہیں۔ اچھا ہے آج پرائم منسٹر صاحب آگئے ہیں اور direct پشاور سے یہاں پہنچے ہیں کہ مجھے سیدھا سینیٹ میں جانا ہے۔ مولانا صاحب بھی پہنچ جائیں۔

Now we defer the Question Hour, so the Prime Minister can take the floor of the House.

اب شاہد بگٹی صاحب کو مائیک دیں۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: بہت شکریہ جناب! سب سے پہلے ہم پرائم منسٹر صاحب کو welcome کرتے ہیں لیکن ہمارا یہ گلہ برقرار ہے کہ پرائم منسٹر صاحب نے ہمیشہ سینیٹ کو ignore کیا ہے اور وہ سینیٹ کو بہت ہی کم وقت دیتے ہیں۔ بہرحال آج آئے ہیں۔ ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ جیسے بخاری صاحب نے تجویز دی ہے کہ Question Hour کو defer کر دیا جائے۔ اسے بالکل defer کر دیا جائے لیکن straightaway اگر آپ کہتے ہیں کہ پرائم منسٹر صاحب یہاں پر کچھ فرمائیں گے تو یہ تمام ممبران کے ساتھ زیادتی ہو گی۔ میری تجویز یہ ہے کہ members کو ایک ایک دو دو منٹ دیں تاکہ وہ اپنے کوئی issues بیان کر سکیں کیونکہ ان کا یہاں بہت کم آنا ہوتا ہے۔ مہربانی کر کے members کو ایک ایک دو دو منٹ بولنے کی اجازت دیں۔ پھر پرائم منسٹر صاحب تمام چیزوں پر respond کر لیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نیئر بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: میری گزارش یہ ہے کہ Legislative Business بھی ہے۔ کوئی زیادہ لمبا چوڑا نہیں ہے۔ اس میں ایک Bill ہے اور ایک Ordinance lay کرنا ہے۔ اگر ہم یہ کر لیں۔ نیشنل اسمبلی سے یہ Bill پاس ہو چکا ہے۔ Honourable Minister is over here. اگر Legislative Business ہو جائے تو زیادہ مناسب بات ہے۔ ایک Ordinance lay ہونا تھا۔ That is only for information. اس کے بعد اگر honourable Senators کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو they should be allowed. ۔ (جاری ہے---b05)

T05-14DEC11 ZAFAR/Ed. Altaf UR6 630 PM

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ طے کر لیں کہ party head کے لیے کتنے منٹ ہیں۔ وزیراعظم صاحب سے بھی درخواست ہے کہ بیٹھ کر سنیں اور بعد میں اس کا جواب بھی دیں۔

Senator Syad Nayyer Hussain Bokhari: Exactly.

جناب قائم مقام چیئرمین: پہلے تھوڑا legislative business کر لیتے ہیں۔ پھر آپ ممبران کو سنیں گے۔ ممبران تین سے چار منٹ بات کریں تا کہ وزیر اعظم صاحب زیادہ سے زیادہ سوالات کے جواب دے سکیں۔ جی .Leader of the Opposition

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! مجھے بولنے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پہلے Leader of the Opposition کو بات کر لینے دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! میں پہلے سے request کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ صحیح ہے لیکن ایک طریقہ کار ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! ہم ایک بات بالکل clear cut کہتے ہیں کہ وزیر اعظم صاحب ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔ وہ ہمیں سنیں گے، یہ نہیں کہ ہم دو، دو منٹ بات کریں۔ یہ نہیں تو پھر ہم کیوں سنیں؟ یا تو وہ ہماری باتیں سن کر جواب دیں گے، یہ نہیں کہ وہ بولیں اور ہم بیٹھ کر سنیں، .it is not fair

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا غفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبد الغفور حیدری (قائد حزب اختلاف): شکریہ، جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ سینیٹ کی خوش قسمتی ہے کہ وزیر اعظم صاحب تشریف لائے ہیں۔ ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں لیکن ساتھ ہی میں یہ گزارش بھی کرنا چاہوں گا کہ چونکہ وزیر اعظم صاحب سینیٹ کو کم وقت دیتے ہیں، یہاں پر بہت کم تشریف لاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ممبران پارلیمنٹ کی خواہش ہوتی ہے کہ جو علاقائی اور قومی مسائل ہیں، ان پر ان کی موجودگی میں اظہار خیال ہو۔ پھر اگر مناسب ہو تو وزیر اعظم صاحب ان سوالات کا جواب دیں۔

میری گزارش ہو گی کہ آپ وزیر اعظم صاحب سے پہلے ممبران کو اجازت دیں، چاہے مختصر ہی سہی لیکن ان کو اجازت دیں تا کہ وہ مختصراً اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ اس کے بعد وزیر اعظم صاحب جوابات بھی دیں اور جو بھی issues ہیں، ان پر اپنا اظہار خیال بھی فرمائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بخاری صاحب، آپ کون سا bill لانا چاہتے ہیں جس کو آج pass کیا جائے؟

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! آج pass نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آج put up ہو جائے گا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یہ اہم bill ہے، یہ ہمیں ابھی ملا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ Establishment of the Private Power and infrastructure board کے سلسلے کا bill ہے۔ ہم اس کو رواں اجلاس میں بالکل pass نہیں کریں گے۔ ہمیں وقت ملنا چاہیے کہ ہم اس کو پڑھیں اور اگر اس میں amendments move کرنی ہیں تو amendments move کریں۔ آپ proper process follow کیجیے۔ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ چیزوں کو bulldoze کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نوید قمر صاحب۔

سید نوید قمر (وفاقی وزیر برائے پانی و بجلی): جناب! شکریہ۔ جناب یہ bill National Assembly اس کی Standing Committee کو گیا تھا۔ کمیٹی نے اس کو Council of Common Interest کو بھیجا پھر Council of Common Interest سے یہ National Assembly سے pass ہو کر آیا ہے۔ اس کے باوجود اگر ممبران کا خیال ہے کہ اس میں مزید اصلاح ہو سکتی ہے۔ ہمارے لیے صرف 90 دن کی قدغن ہوتی ہے ورنہ وہ رہ جاتا ہے اور پھر اس کو joint session میں لانا پڑتا ہے۔ اس لحاظ سے میں کہوں گا کہ ہم within that period pass کر دیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں اس کو welcome کرتا ہوں۔ بلاشبہ اسمبلی کی کمیٹی اور Council of Common Interest نے اپنا فرض ادا کیا ہو گا لیکن یہ سینیٹ کی ذمہ داری ہے کہ جب کوئی bill ہمارے پاس آئے تو ہم اس کو carefully پڑھیں۔ ہم نے ہمیشہ آپ کی help کی ہے۔ اگر اہم معاملات یا reservations ہوں تو ہم ان کو آپ کے سامنے لاتے ہیں۔ ماضی میں بھی حکومت نے اس معاملے میں اچھا رویہ اختیار کیا ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ چیزوں کو bulldoze نہ کریں۔ ہمیں موقع دیں اور آپ کی یہ بات صحیح ہے کہ یہ نوے دن کے اندر اندر ہونا چاہیے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے بھی کافی دن باقی ہیں، شاید ہمیں ہر مہینے ملنا پڑے گا تو انشاء اللہ ہم اس کو بہت جلدی کر دیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بخاری صاحب۔

سید نوید قمر: جناب! time frame دے دیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اگر آپ یہ فرما دیں کہ---

جناب قائم مقام چیئرمین: Time frame نوید قمر صاحب کتنا دیتے ہیں۔

Senator Syad Nayyer Hussain Bokhari: If he intends to refer it to the Committee, please fix a time that by that time, report should come back to the House.

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کے پاس کتنے دن ہیں؟

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یہ اسمبلی سے کب آیا ہے؟ اس میں کتنے دن باقی ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! یہ تو پھر آج سے start ہو گا۔

سید نوید قمر: نہیں آج سے start نہیں ہو گا۔ جس دن pass ہوا ہے، اس دن سے۔۔۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: نہیں، ہمارے نوے دن یہاں سے شروع ہوں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا ایسا کرتے ہیں، وہ take up کر لیتے ہیں۔ مجھے تھوڑی سی کارروائی کر لینے دیں۔ Miscellaneous بھی ہے، میں چھٹیاں وغیرہ کر لوں.then we will come to Item No.4

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جب آپ نے receive کیا ہے، یہ اس دن سے count ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وقت ہے، then there is no problem وقت ہے۔ آج ہی پہنچا ہے، آج سے 90 days ہیں، بہت وقت ہے۔ میں پہلے leave applications پڑھ لوں۔

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان بعض مصروفیات کے باعث چوہترویں اور پچھترویں اجلاس کے دوران مورخہ 4 ,3 نومبر اور 7 دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب اسحاق ڈار صاحب نے 12 دسمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: حاجی غلام علی نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر 14 تا 16 دسمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب عبدالنبی بنگش نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر 12 تا 16 دسمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب گل محمد لاٹ ذاتی مصروفیات کی بنا پر 9 تا 13 دسمبر اجلاس میں شرکت نہیں کر پائے تھے، انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ فرح عاقل صاحبہ نے 16 ,15 دسمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ عافیہ ضیا صاحبہ 13 دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر پائی تھیں، انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: کیا چانڈیو صاحب Ordinance lay کریں گے یا آج نہیں کریں گے؟ Then we move to Item No.4. نوید قمر صاحب آپ on behalf of Mola Baksh lay کریں گے کہ آپ اپنا،،، please come down to Item No.4.

Syed Naveed Qamar: Sir, this is Item No.3.

Mr. Acting Chairman: You want to move item No. 3. Ok. Please move on behalf of Mola Baksh Chandio.

Legislative Business

Syed Naveed Qamar: Sir, I beg to lay before the Senate the Career Structure for Health Personnel Scheme Ordinance, 2011.

Mr. Acting Chairman: Ordinance stayed laid. Ministry of Law, Justice and Parliamentary Affairs has intimated that this Ordinance is being laid in the Senate first. Therefore, in terms of paragraph (b) of Clause 3 of Article 89 of the Constitution, it will be deemed to be a Bill introduced in the Senate. The bill stands referred to the Standing Committee concerned for consideration and report.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یہ ordinance ملا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ ستائیس اگست کا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ستائیس اگست کے بعد یہ اب کیوں lay ہو رہا ہے؟ آپ کو معلوم ہے کہ ordinance کی gazette age کی تاریخ سے صرف چار مہینے ہے۔ اتنی تاخیر سے lay کرنا violation of the Constitution and violation of Rules ہے and I would like to serious note of that.

جناب قائم مقام چیئرمین: رضا ربانی صاحب، آپ اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتے تھے۔

Senator Mian Razza Rabbani: Sir, the Ordinance is not before me. So, I can not say with certainty but from the subject matter, if the Ordinance pertains to Islamabad or the Capital Area, then it is alright but if the Ordinance pertains to the whole of Pakistan, then this would be a violation of the 18th Amendment because Health has been devolved and Health Service Structure, the Federal Government would not be competent. If it is just for the Federal Area, then it is alright.

Senator Syad Nayyer Hussain Bokhari: Sir, it has been mentioned in the Ordinance that it relates to the Federal Services.

(Interruption)

Senator Syad Nayyer Hussain Bokhari: Yes, Federal Services of the Islamabad.

Mr. Acting Chairman: Only Islamabad.

(Interruption)

Senator Syad Nayyer Hussain Bokhari: Sir, I would read out that. To regulate the appointment to and the terms and conditions of service of health personnel, serving in the Federal health institutions and related organizations under the Federal Government in Pakistan.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! یہ تو بالکل contradictory ہے۔ جب تک آپ اس کو واضح نہیں کریں گے، What is
in Federal Services? Health is already devolved. جناب! Service کیا ہے؟ Explain تو کریں۔ Sir, just
to explain to it ایک Ordinance لا رہے ہیں۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: رضا ربانی صاحب۔   آ گے۔۔۔۔

T06−14DEC2011−−−ASHFAQ/ED.MOHSIN−−−UR5−−−6.40PM

جناب قائم مقام چیئرمین: رضا ربانی صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: The Federal institutions which were with the Federal Government under the 18th Amendment have been devolved down to the provinces now. So, the only area in which the Federal Government can legislate vis−à−vis Health in Islamabad, with the exception of may be one other federally related health institutions have been devolved to the provinces. Therefore, it would not be proper, if this Ordinance has been issued by the Federal Government and I am surprised that the Ministry of Law has done this.

Mr. Acting Chairman: Yes, Wasim Sajjad sahib.

Senator Wasim Sajjad: There is misunderstanding, the Federal Government personnel that are employees of the Federal Government continue to be under the control of the Federal Government and this Ordinance is not dealing with that. This Ordinance does not deal with Federal Institutions...

جناب قائم مقام چیئرمین: رحمٰن ملک صاحب! صحافی حضرات walk out کر رہے ہیں، آپ ذرا جائیں۔

(اس موقع پر صحافی پریس گیلری سے walk out کر گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ہاں رحمٰن ملک صاحب جا رہے ہیں۔

Senator Wasim Sajjad: Sir, this does not deal with Federal Government institutions, it deals with Federal Government personnel, that is, employees of the Federal Government who are employed in Islamabad or Federal Government institutions. It does not deal with Federal Government institutions but personnel of the Federal Government institutions. So, therefore, it will remain a Federal subject.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! اس طرح نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ صفحہ نمبر 416 پر آجائیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: صفحہ نمبر 416 میرے سامنے ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کے پیرا نمبر 2 پر آجائیں۔

Senator Dr. Abdul Malik: It implies to all health personnel serving in the Federal health institutions and related organizations under the Federal Government.

جناب! Federal Government کے کونسے institutions ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، PIMS وغیرہ نہیں ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: کوئی نہیں ہے، تمام health institutions devolved ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کیا PIMS نہیں ہے؟

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! نہیں، اسلام آباد کے علاوہ کہاں ہیں، you just mention the Federal Capital. جناب! PIMS اسلام آباد میں ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Those institutions that are in the Federal Capital area, the Parliament and the Federal Government as well within its right to legislate for them and the Federal Government employees who have gone down under Section−10, they are on deputation. So, we will have to look at this very carefully because *prima facie,* it seems that the Federal Government is trespassing into a provincial domain.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ڈار صاحب۔

Senator Muhammad Ishaq Dar: Mr. Chairman, certainly, there is a clear ambiguity, overlap and violation unless let me suggest, there is a solution to this thing. If you read it, it applies to all health personnel serving in Federal health institutions and related organization in the Federal area under the Federal Government.

it is *stricto senso* mean extended یہ پھر but without mentioning in the Federal areas یہ پھر چلے گا to the entire Pakistan. So, there is a solution, if you just add these three words in the the health institutions availing the ہے۔ relevance اس کی تو پھر یہ معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔ Federal areas which has to be handed over to ہے hospital جو کہ شیخ زید presence of Prime Minister *sahib* Provincial Government, in the Province of Punjab it has not been done. Perhaps this is why this has been left in vacuum in order to extend its application to Shaikh Zaid Hospital

in کہ اگر آپ اس کے بعد اس کو which is illegal and unconstitutional. So, I think, there is a solution

کر دیں the Federal area add

then the matter is over that it will be *stricto senso*, the scope, I hope, I can see the notes from Raza Rabbani sahib and Dr. Abdul Malik *sahib*. That is the only solution, if the Government agrees, the Bill can be rectified.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی نوید قمر صاحب۔ چلیں، پروفیسر خورشید صاحب بات کر لیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! اس وقت دیکھیں کہ اس Ordinance کے سلسلے میں ہمارے سامنے تین مسائل آئے ہیں، ہم ان تینوں کے بارے میں چاہتے ہیں کہ Government جواب دے۔ پہلا یہ ہے کہ 25 اگست کو یہ enforce ہوا ہے، آج 14 دسمبر ہے، اس کے معنٰی یہ ہیں کہ اس کی constitutional age 24 December کو ختم ہو جائے گی۔ اتنی تاخیر کے بعد یہ کیوں لایا گیا ہے، the privilege of the Senate has been violated, No.1. No.2 ہے کہ جو jurisdiction کی ambiguity ہے، وہ genuine ہے۔ اپنی طبعیت کے مطابق ڈار صاحب نے حکومت کی بڑی مدد کی ہے کہ way out بتا دیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ وہ way out بھی جب تک constitutionally, legally and legislatively اس میں داخل نہیں کیا جائے گا، یہ relevant نہیں بنتا۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس میں ایک اور principle of justice کی violation ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ 25 August کو enforce ہوا ہے لیکن کہتا ہے کہ it shall come into enforce at once and shall be deemed to have taken effect on the 1st day of July, 2011 تو یہ retrospective application ہے جو natural justice کے اصول کے خلاف ہے۔ تین basic سوالات ہیں، ان کا جواب دیں پھر ہم آگے بڑھنے کو تیار ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نوید قمر صاحب۔

سید نوید قمر: جناب! میں صرف یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ اس stage پر نہ pass ہو رہا ہے، اس کو صرف کمیٹی میں بھیجا گیا ہے۔ اس میں جو بھی اصلاح ہونی ہے اور جو بھی amendments آنی ہیں

that is a stage at which we will make all the amendments and all the points raised by the honourable Members have been noted and should be then taken up in the committee.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ڈاکٹر عبدالمالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! ہمارے ساتھ پرسوں بھی یہی ہوا، جناب! kindly ہم وہ legislation نہ لائیں جس سے 18th Amendment متاثر ہو۔ ہم نے اس دن وسیم سجاد صاحب سے یہی گزارش کی تھی کہ آپ اس کو table نہ کریں اور ہم ان کے مشکور ہیں کہ انہوں نے ہماری بات مان لی۔ Kindly اس Ordinance کو clear کر کے پھر table کر دیں، میری ان سے گزارش ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بخاری صاحب۔ اس کو کمیٹی کیوں نہ درست کرلے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! گزارش یہ ہے کہ days 120 life itself ordinance ہے۔ ہم re-promulgate نہیں کر رہے، we are sending this to the standing committee and that can be examined in the standing committee. یہ جو amendments propose کرنا چاہتے ہیں، وہ وہاں پر لے آئیں، that can be examined over there then we will come back to the House. بات یہ ہے کہ Ordinance has already been issued, اس کی promulgation تو ہو چکی ہے، it is in existence today also. آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ we should withdraw that, that is not the stage right now. It should be treated as a Bill. It has been sent to the committee. یہ کمیٹی میں آجائیں، وہاں پر we can have a discussion اور یہ جو amendment propose کرتے ہیں،

If we come to a consensus then we would come back to the House.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی رضا ربانی صاحب۔ جی آگے بھی بڑھنا ہے، بہت کام ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, taking advantage of the fact that the Prime Minister is present in the House, I would like to, through you, bring two things to the honourable Prime Minister's notice.

No.1, that retrospective legislation is bad legislation and we should avoid it and he should instruct the Law Ministry that in future there should be no retrospective legislation.

Sir, No.2, I would like to, again through you, bring it to the notice of the Prime Minister that certain quarters, certain vested interests particularly in the civil bureaucracy are trying to roll back the process of devolution very gradually and in doing that, they are eroding the very essence of the amendment that was passed by the Parliament of which the Prime Minister himself was perhaps one of the greatest exponents and facilitated the committee and myself to an extraordinary degree in having the 18th Amendment passed. But now there is a deliberate and conscious attempt by certain quarters, within the civil bureaucracy, to try and roll it back and try and regain the powers in departments that had been devolved.

So, therefore, I would ask the Prime Minister, through you, sir, that in future when he signs summaries pertaining to such subjects on which there is a certain amount of ambiguity, he should be doubly sure before signing it and he should not only rely on the advice of the bureaucracy that is around him. Thank you sir.

Mr. Acting Chairman: I give the floor to the honourable Mr. Prime Minister.

Contd.........................T07

T07−14DEC2011 FURQAN[ED.ZAFAR] 6.50PM ER8

جناب وزیراعظم پاکستان(سید یوسف رضا گیلانی): جناب چیئرمین! جو 18th Amendment of the
Constitution from both the Houses unanimously pass ہوئی ہے، یہ اس پارلیمنٹ کی بہت بڑی achievement
ہے، ہم ہمیشہ فخر سے کہتے ہیں کہ اگر ہماری کوئی بڑی achievement ہے تو وہ 18th Amendment ہے اور اس 18th
Amendment کے ذریعے جو بھی political parties تھیں اور خصوصاً جو ہماری political party ہے اس کا یہ موقف تھا کہ 1973
کے Constitution کو ہم نے original form میں restore کرنا ہے۔ This was also in the Charter of

Democracy and that was also in our manifesto. ہم نے اس پر عمل درآمد کیا ہے اور جو چھوٹے صوبے تھے ان میں سب سے زیادہ احساس محرومی provincial autonomy کی تھی تو ہم نے provincial autonomy کا مسئلہ redress کیا ہے تو اوراس پر کوئی دو آراء ہیں ہی نہیں کہ ہم کہہ سکیں کہ ہم 18th Amendment کو follow نہیں کر سکتے۔ اس بارے میں جو بات ہو رہی ہے تو میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ 18th Amendment, this is first time in the history of Pakistan کہ President of Pakistan نے اپنی powers پارلیمنٹ کو دیں، it is unprecedented in the history of Pakistan.

(Thumping of desks)

ہم نے powers پارلیمنٹ کو اس لیے دی تھیں کیونکہ اس کا یہ مقصد تھا کہ ہم نے ان کو implement کرنا ہے، یہ نہیں کہ ہم نے صرف نام کے لیے کیا ہے۔ انشاء اللہ ہم اس پر عمل درآمد بھی کریں گے لیکن میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہ رہا ہوں کہ آپ ایک evolutionary process سے گزر رہے ہیں، it will take some time, even whenever I sit in the Cabinet, each and every time there is a debate on this whether this subject is redressed after the powers of devolution to the provinces and to the Federal Government but now we should not doubt anybody's intention, ابھی کچھ لوگ evolution کی وجہ سے سیکھ رہے ہیں۔ ابھی تک ہم sure نہیں ہوتے، جب یہاں questions and answers ہوتے ہیں تو اس قسم کے even in the Cabinet points of order اٹھائے جاتے ہیں and that is our intention کہ اس پر عمل درآمد کیا جائے گا۔

We are committed and we are with the 18th Amendment of the Constitution and we are proud on passing the 18th Amendment of the Constitution.

(Thumping of desks)

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Prof. Khurshid *sahib*.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: ہم محترم وزیر اعظم صاحب کے اس بیان کو welcome کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں جس کی طرف میاں رضا ربانی صاحب نے بھی متوجہ کیا ہے کہ بظاہر یہ ایک کوشش نظر آتی ہے کہ اس کی

implementation کسی نہ کسی طرح subvert or throw down کی ہے، جسے نوٹ کیا جانا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بار بار ہمیں وعظ دیا جاتا ہے کہ کسی نے تحفے میں اپنے اختیارات ہمیں دے دیے ہیں۔ یہ بات بالکل غلط ہے، یہ پہلی مرتبہ نہیں ہوا ہے، اس لیے کہ اس سے پہلے Constitutional Amendment کے ذریعے President کی discretionary powers ختم کی گئ تھیں، جنہیں پھر دوبارہ مشرف صاحب کے دور میں revive کیا گیا۔ یہ پہلی مرتبہ نہیں ہوا ہے، یہ پارلیمنٹ کا حق تھا اور پارلیمنٹ کی تمام پارٹیوں نے اس کے لیے ایک ایک انچ پر جدوجہد کی ہے، تب جا کر ہم اٹھارھویں ترمیم لاسکے ہیں۔ اس لیے اس کو کسی خاص فرد کا تحفہ، عنایت یا مہربانی ہرگز قرار نہ دیا جائے بلکہ یہ وہ حق تھا جسے ہم نے حاصل کیا ہے۔ ٹھیک ہے انہوں نے تعاون کیا جس کا ہم اعتراف کرتے ہیں لیکن اس کو reverse نہ کیا جائے۔

میں آپ سے پھر کہوں گا کہ دیکھیئے! اس Ordinance کو 25 اگست کو نافذ کیا گیا اور یہ ہاؤس میں 14th December کو آیا ہے یعنی 3 ماہ 19 دن کے بعد اور آپ کو معلوم ہے کہ 89 کے تحت یہ ہاؤس lay ہونے کے فوراً بعد اسے reject کر سکتا تھا۔ اس کے بارے میں یہ ہے کہ ہمیں اس حق سے پونے چار مہینے محروم رکھا گیا ہے، اگر کوئی Ordinance نافذ ہو گیا ہے اور ہم اسے ناپسند کرتے ہیں تو ہم اس کو reject کر سکتے تھے لیکن we were denied. یہ بڑا serious offence ہے اور میں Prime Minister صاحب سے کہوں گا کہ وہ Ministry of Law and Parliamentary Affairs سے اس معاملے میں پوچھیں کریں کہ اس کی کیا وجہ ہے، جبکہ اس ہفتے میں تین بار سینیٹ کا اجلاس ہو چکا ہے لیکن یہ سینیٹ میں نہیں آیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: رحمن ملک صاحب! ہمارے صحافی بھائی walkout کر گئے تھے، آپ ذرا ہاؤس کو اعتماد میں لیں۔

Senator A. Rehman Malik (Minister for Interior): Thank you Mr. Chairman. Let me welcome all my media colleagues coming back in the House.

Basically what happened۔ ان کا مسئلہ genuine تھا۔ میں ابھی اسے Prime Minister صاحب کے notice میں لایا ہوں۔ کہ APP کے کچھ ملازم تھے جن کی services ایک نیا میگزین "عہد نو" کے نام سے بنا تھا، اس میں تھیں، اسے Ministry of Information نے بند کر دیا اور ساتھ ہی ان کی services بھی terminate کر دیں۔ ظاہر ہے یہ زیادتی تھی، میں نے Prime

Minister صاحب سے بات کی ہے، he has given the permission, they will not be terminated, they will be reinstated. So, on this assurance they have come back اور میرا خیال ہے ہماری حکومت تو ہمیشہ نوکریاں دیتی چھینتی نہیں ہے۔

میں اپنے میڈیا والے دوستوں کو بتا رہا تھا کہ ہمارے Prime Minister صاحب اتنے سال جیل میں لوگوں کو نوکریاں دینے کی وجہ سے رہے۔ یہ تو ہمارا وتیرہ ہے، ہم اسے کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ Prime Minister صاحب نے ان کی approval دے دی ہے they will be reinstated back. Thank you sir.

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ I think آپ نے میڈم فردوس عاشق اعوان صاحبہ کا معاملہ کافی حد تک حل کر دیا کہ wheel chair پر بھی وہ mobile رہیں گی۔ اسحاق ڈار صاحب! اب آگے بھی بڑھنا ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میں آگے بڑھنے کے لیے عرض کر رہا ہوں۔ I appreciate Mr. Chairman جیسے Prime Minister صاحب نے فرمایا کہ he has inflexible commitment to the 18th Amendment. In the present form یہ prima-facie unconstitutional bill ہے اور میں نے آپ کو اس کا easiest solution عرض کیا ہے کہ چار لفظ add کرنے کی ضرورت ہے، in the Federal area, the issue is over because that is a illegitimate, illegal and unconstitutional way of doing it. مہربانی کر کے یا تو یہ ریکارڈ کر لیں، minutes کر لیں، commitment کر لیں تو باقی اس کی improvement میں minus plus ہوتے رہیں گے، this will be mandatory for the Committee to incorporate these four words.

I think this is a solution, if the Government is wiling. I think otherwise, we will not support this, this will be totally illegal, unconstitutional, prima-facie it is not acceptable. So, I think it will not be fair to the Senate to have accepted this blindly.

مہربانی کریں۔ جیسے Prime Minister صاحب نے فرمایا کہ he has inflexible commitment. اس کی جو ownership اور commitment ہے اسے in letter and spirit reflect کریں، convert this illegal, unconstitutional bill into

a constitutional and legal one, add these four words, the simplest solution I have suggested on the floor.

جناب قائم مقام چیئرمین: میرا خیال ہے نوید قمر صاحب چار لفظ ابھی کہہ دیں تو کمیٹی اسی طرح operate کر جائے گی۔ We know, you will not back out from 18th Amendment, it's an achievement whether in the cap of the present Government.

سید نوید قمر: میری صرف یہ گزارش ہے with all due respect کہ اس سٹیج پر تو ہم نہیں کر سکتے، جو بھی کرنا ہے وہ وہیں پر کرنا ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نوید قمر صاحب کو ایک منٹ سن لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب والا! یہ نہیں کریں گے۔ نوید قمر اٹھارہویں ترمیم کا سب سے بڑا وکیل تھا۔

سید نوید قمر: میں ابھی بھی ہوں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! پھر ہم نہیں بیٹھیں گے۔

سید نوید قمر: ایک سیکنڈ، اس سٹیج پر ایک تو constitutional requirement ویسے ہی ہے، جیسے پروفیسر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم لیٹ ہو گئے ہیں تو اس سٹیج پر ہم withdraw نہیں کر سکتے، جو بھی اس کے ساتھ کرنا ہے وہ کر کے پھر ہم نے pass کرنا ہے یا نہیں pass کرنا۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں عرض کر رہا ہوں کہ prima-facie ایک unconstitutional چیز ہے، how can we be a party to it کہ اسے کمیٹی میں بھیج دیں۔ آپ commitment کر دیں کہ یہ چار لفظ will be incorporated, آپ ریکارڈ پر اسے لے آئیں، then Committee will be bound to incorporate these four words. باقی جو changes بھی کریں گے، آپ وہ کر لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک منٹ۔ نوید قمر صاحب Prime Minister صاحب سے instructions لے کر بتاتے ہیں۔

(Pause)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی نوید قمر صاحب۔

Syed Naveed Qamar: Sir, what I would beg from you is that we may be allowed to withdraw this motion and then at the later stage after we would do the discussion, we can lay it again.

Mr. Acting Chairman: Yes, please. The motion stands withdrawn.

اور میرے خیال میں sense of the House بھی یہی ہے۔ اپوزیشن کی تو ہے مگر treasury benches خاموش بیٹھے ہیں۔

Now we move to Item No. 4. Syed Naveed Qamar.

Syed Naveed Qamar: Sir, I beg to move that the Bill to provide for establishment of the Private Power and Infrastructure Board [Private Power and Infrastructure Board Bill, 2011], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Acting Chairman: Is it opposed?

میرا خیال ہے پروفیسر خورشید صاحب نے oppose کر دیا تھا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اس بارے میں یہ ہے کہ it has to go to the Committee.

(آگے T08)

T08−14DEC2011............FANI\ED(Mubashar).......................7.00PM................UR12

Mr. Acting Chairman: There is no problem in it and The Bill referred to the Committee.

کوئی problem نہیں۔ I will ask my honourable members کہ تھوڑا keeping in view کہ وزیراعظم سے request کرلی ہے کہ وہ ہمیں تھوڑا وقت دیں۔ آپ خود بہت مہذب اور محترم ممبران ہیں اس طریقے سے بات کریں کہ وزیراعظم صاحب نوٹ بھی کریں اور جواب بھی دیں اور میں نے ان سے گزارش کی ہے کہ آپ ہمیں آج time بھی دیں۔ آج یہ سمجھیں کہ آپ نے وزیراعظم ہاؤس دیر سے جانا ہے ہم سینیٹرز کو آج وقت دیں۔ اگر آج آپ نہ آتے تو میں نے آپ کو یہ بھی بتادیا ہے کہ ہم سب ایوان سے باہر جاچکے ہوتے۔ ان کی مہربانی کہ وہ اپنے کچھ colleagues کے ساتھ پشاور سے directly یہاں پہنچے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! پہلے اپوزیشن کو سنا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی وہ سب کو سنیں گے usually یہ ہوتا ہے ایک بھائی اپوزیشن سے بات کرتا ہے ایک حکومتی بینچوں سے عموماً یہی ہوتا ہے۔ جی مولانا عبدالغفور حیدری صاحب۔ ساروں کو موقع ملے گا۔ Leader of the Opposition please.

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جیسے میں عرض کر رہا تھا کہ آج خوش قسمتی سے وزیراعظم صاحب سینیٹرز کو سننے کے لیے تشریف لائے ہیں اور ساتھ میں یہ کہ وہ پشاور سے سیدھا یہاں ایوان میں تشریف لائے ورنہ شاید اجلاس ختم ہونے والا تھا۔

جناب چیئرمین! وزیراعظم صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں چند گزارشات ان کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ گزشتہ دنوں وفاقی کابینہ کا اجلاس ہوا ہے اور اس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ شعبہ زراعت میں ٹیوب ویلوں کو جو سبسڈی دی جاتی تھی اسے ختم کیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! آپ جانتے ہیں کہ پورے ملک میں ٹیوب ویلز کا نظام ہے لیکن بلوچستان کی نوے فیصد زراعت کا دارومدار ٹیوب ویلوں پر ہے اور یہ سبسڈی ختم کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ بلوچستان کے جو زمیندار ٹیوب ویلوں سے زراعت کرتے ہیں اور بجلی سے استفادہ حاصل کرتے ہیں ایک تو بارہ بارہ چودہ چودہ گھنٹے بجلی غائب اور پھر سبسڈی اگر ختم کی گئی ہے تو پھر یہ اس طرح ہے کہ گویا بلوچستان کے جو زمیندار ہیں ان کا بھٹہ بالکل بیٹھ جائے گا۔ میں اس حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ وزیراعظم صاحب اس حوالے سے وضاحت فرمائیں کہ یہ جو زرعی شعبے میں زمینداروں کو ٹیوب ویلز پر سبسڈی دی جاتی تھی یہ ختم کی گئی ہے یا کوئی ایسا فیصلہ نہیں ہوا؟

اس ضمن میں میری دوسری گزارش یہ ہے کہ آغاز حقوق بلوچستان کے حوالے سے جو ملازمین کا ایک پیکج دیا گیا اور اس پیکج کے تحت کچھ ملازمین بھرتی بھی ہوئے لیکن ابھی کوئی چھ آٹھ مہینے گزر گئے ہیں ان میں ٹیچرز بھی ہیں دیگر ملازمین بھی ہیں ان کی تنخواہیں بند ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی بہت بڑی زیادتی ہوگی کہ ایک طرف سے یہ کہا جارہا ہے کہ بلوچستان کی محرومیوں کا ازالہ کیا جائے گا، بلوچستان کے زخموں پر مرہم رکھی جائے گی اور دوسری طرف سے بلوچستان کے ملازمین کے ساتھ یہ سلوک کیا جارہا ہے کہ بھرتی تو ہوگئے لیکن تنخواہیں نہیں ہیں۔ میری اس ضمن میں گزارش ہوگی کہ وزیراعظم صاحب یہاں ایوان میں اعلان فرمائیں کہ ان ملازمین کی تنخواہیں جو بند ہیں ان کو جاری کیا جائے گا۔اس کے علاوہ ایک دو اور گزارشات ہیں۔ میمو اسکینڈل! یہ کیا ہے کہ اس سے حکومت ہل گئی ہے جب کہ دنیا میں اس طرح کے واقعات ہوتے بھی رہتے ہیں۔ درست ہے یا نہیں وہ تو سپریم کورٹ نے اور سلامتی کمیٹی نے بتانا ہے لیکن جب یہ بات سامنے آگئی ہے تو حکومت کے اندر کھلبلی مچ گئی ہے اور پوری قوم میں افراتفری پھیل گئی ہے اور حکومت بھی اس حوالے سے کوئی واضح موقف نہیں دے پارہی اور اس کا اثر اداروں پر پڑرہا ہے۔ پوری دنیا ہماری طرف دیکھ رہی ہے کہ پاکستان میں کیا ہوگیا ہے۔جب کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے واقعات اب وہ صحیح ہیں یا غلط ہیں یہ تو بعد میں پتا چلے گا لیکن حکومت نے بھی اس کو صحیح معنوں میں ہینڈل نہیں کیا کہ حقائق قوم کے سامنے لائے جائیں۔اعجاز منصور کیا ہے، حسین حقانی نے کیا کیا ہے، بڑی شخصیات کے نام لیے جارہے ہیں اور پھر ان دنوں میں صدر پاکستان کا ملک سے باہر جانا ان شکوک و شبہات کو مزید تقویت پہنچا رہا ہے کہ ماجرا کیا ہے۔ میں اس حوالے سے گزارش کروں گا کہ وزیراعظم صاحب قوم کو، اس ایوان کو حقائق سے آگاہ فرمائیں۔

سلالہ چیک پوسٹ پر حملے کے نتیجے میں ہمارے چوبیس جوان دو افسروں سمیت شہید ہوئے اس کے ردعمل میں حکومت پاکستان نے جو فیصلہ کیا ہے یہ قومی خواہشات کے عین مطابق ہے۔ کاش یہ فیصلے بروقت ہوتے تو شاید پاکستان کو اتنا نقصان نہ اٹھانا پڑتا۔ آج ہم اپنے پانچ ہزار جوان شہید کرواچکے ہیں پینتیس ہزار ہماری قوم کے افراد کام آئے ہیں۔ ہمارے پاکستان کے چالیس ہزار لوگ اب تک شہید ہوچکے ہیں اس کے بعد جاکر ہم نے یہ فیصلہ کیا جب کہ اس سے قبل دو قراردادیں متفقہ طور پر یہاں پارلیمنٹ نے منظور کیں اور اگر دو قدم ہم ان پر چلتے تو شاید آج کے حالات کا سامنا ہمیں نہ کرنا پڑتا لیکن دیر آید درست آید۔ وزیراعظم صاحب! آپ اور آپ کی کابینہ اور آپ کی حکومت نے اگر ثابت قدمی دکھائی تو ہم غیر مشروط طور پر آپ کے ساتھ ہیں اور اگر خدانخواستہ آگے چل کر قدم ڈگمگا گئے تو پھر ہر پاور استعمال کی جاسکتی ہے اور دنیا میں انقلابات آرہے ہیں جب قومی خواہشات کے خلاف فیصلے ہوتے ہیں، ملکی مفادات کے خلاف فیصلے

ہوتے ہیں تو پھر دنیا کے نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ فیصلے جو ہوئے ہیں ان پر استقامت اور اس ضمن میں، میں مزید گزارش کرنا چاہوں گا کہ شمسی ایئر بیس خالی کروانا ناکافی ہے۔ خالد ایئر بیس جو کوئٹہ میں ہے، دالبندین ایئر بیس، پسنی ایئر بیس، شہباز ایئر بیس یہ بہت اہم Airbases ہیں جو میری معلومات کے مطابق تک امریکہ اور نیٹو افواج کے قبضے میں ہیں۔ اسی طرح یہاں جو CIA کے ایجنٹوں کی بھرمار ہے اور بلیک واٹر کا پورے ملک میں ایک نیٹ ورک ہے اور آج کی اطلاع یہ ہے کہ شمسی ایئر بیس خالی کرنے کے باوجود امریکی سفارتکار کوئٹہ پہنچے ہیں اور ان کی سرگرمیاں تیز ہو گئی ہیں اور وہاں مقامی لوگوں سے مل رہے ہیں اور اپنے ایجنٹ پیدا کر رہے ہیں۔ تو یہ پاکستان ہے، ہمارا ملک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آگے جاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔T09

T09-14Dec2011 ER5/Rafaqat/Ed:Zafar Iqbal 7:10 pm

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: (جاری) یہ پاکستان ہے، ہمارا ملک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو فیصلے کیے ان پر ثابت قدم رہیں گے تو ہمارا تعاون آپ کے ساتھ ہے، غیر مشروط طور پر ساتھ ہے۔

ہمارے ملک میں اس وقت جو امن و امان کی صورتحال ہے، وہ بھی ہم سب کے سامنے ہے۔ وزیرِ داخلہ صاحب موجود ہیں، پورے ملک میں اور میں خصوصاً بلوچستان کی بات کر رہا ہوں جہاں میں رہتا بھی ہوں کہ رات کو سفر کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ اغوا برائے تاوان روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ اغوا نما گرفتاریاں اور مسخ شدہ لاشیں روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ ہم ملک کو کہاں لے جا رہے ہیں اور کیا کر رہے ہیں، وزیرِ داخلہ صاحب بتائیں۔ یہ اغوا برائے تاوان، قومی شاہراہوں پر ڈکیتی کھلا چیلنج ہے حکومت کو۔ کہاں ہے انتظامیہ؟ کہاں ہے ضلعی انتظامیہ جو اپنے اپنے اضلاع میں امن قائم کرے؟

بہر کیف یہ چند گزارشات تھیں۔ پرائم منسٹر کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں توقع رکھوں گا کہ اس حوالے سے وہ جوابات بھی عنایت فرمائیں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں یہ کوشش کروں گا کہ پہلے پارلیمانی لیڈرز بات کر لیں پھر دوسرے بھائی کریں۔ پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: جناب چیئرمین! مجھے ایک بات کہنے کی اجازت دیں، صرف ایک منٹ لوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: چلیں کاکڑ صاحب! آپ ایک منٹ لے لیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: اللہ بھلا کرے میں دو منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ بلوچستان میں بجلی کے حوالے سے نوید قمر صاحب کے علم میں ہے کہ اگر ہمیں full time بجلی دی جائے تو ہماری ضرورت 3 سے 4% فیصد ہے، باقی 96% پورے ملک کے لیے مختص ہے۔ اب اس 3 سے 4% میں ہمارے ہاں چودہ، سولہ اور اٹھارہ گھنٹے لوڈشیڈنگ ہوتی ہے بلکہ ہمارے دیہی علاقوں میں ہفتوں تک بجلی نام کی چیز نہیں ہوتی۔ جب وہاں کے چیف ایگزیکٹو صاحب سے بات ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ پیچھے سے supply نہیں ہے، ہم کیا کریں۔ اس وقت یہ سمجھ لیجیے کہ ہمیں 0.5% بجلی مل رہی ہے یعنی 99.5% بجلی اگر ہے تو وہ کہیں اور استعمال میں آرہی ہے۔ دوسروں کو ضرور ملے لیکن ہمارا بھی خیال رکھا جائے۔ دوسری بات، بلوچستان حکومت کو on board لے کر flat rate کو ختم نہ کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بہت شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں آپ کی وساطت سے وزیرِاعظم صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ آج جو موقع انہوں نے ہمیں دیا ہے، اس کا حق ادا کریں اور جو points raise کیے جا رہے ہیں، انہیں ذرا توجہ سے سنیں اور نوٹ فرمائیں۔ میں اپنے fellow Senators سے درخواست کروں گا کہ یہ روایت جو ہم نے قائم کر دی ہے کہ وزیرِاعظم آتے ہیں تو سب ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کراتے ہیں، یہ پارلیمانی آداب کے خلاف ہے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اٹھارھویں ترمیم کی ہم نے ابھی بات کی ہے، اٹھارھویں ترمیم میں ایک بہت اہم پہلو یہ بھی ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ پرائم منسٹر اور کابینہ کو سینیٹ کے سامنے جوابدہ قرار دیا گیا ہے لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ عملاً اس پر عمل نہیں ہو رہا۔ وزیرِاعظم صاحب کو اب اس ایوان میں زیادہ وقت دینا چاہیے۔ ہم تھک گئے ہیں یہ شکایت کرتے کرتے کہ وزرا نہیں آتے۔ سوالوں کے موقع پر relevant وزرا نہیں ہوتے۔ چیئرمین strictures pass کرتا ہے، کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آج بھی آپ کو معلوم ہے کہ اسی لیے House کو پندرہ منٹ کے لیے adjourn کرنا پڑا۔ سب سے پہلی بات میں کہنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لیے اس ایوان کو وہ اہمیت دیجیے جس کا یہ مستحق ہے۔

جناب والا! لیڈر آف دی اپوزیشن کے substantive نقاط کی تائید کرتے ہوئے میں صرف تین باتوں کی طرف وزیرِاعظم صاحب کو متوجہ کروں گا۔ پہلی بات، حقیقت یہ ہے کہ جس محکومی اور شرمندگی سے یہ قوم گزر رہی تھی پچھلے دس سال سے، 26 نومبر کے

واقعے کے بعد جو stand آپ نے لیا ہے، اس کے پیچھے پوری قوم ہے۔ یہ ایک moment of truth ہے۔ اس میں آپ کو ہمت دکھانے کی ضرورت ہے اور جو بھی pressure پڑے، اندرونی یا بیرونی، خدا کے لیے اسے resist کیجیے اور جب تک نئی terms of engagement دو اور دو چار کی طرح طے نہیں ہوجاتیں، ان کو تحریر میں نہیں لایا جاتا اور clearly یہ parameters مقرر ہوجانے چاہییں کہ کہاں تعاون ہوگا، کہاں تعاون نہیں ہوگا اور کیا چیز ہماری sovereignty کی violation اور infringement ہے، اس وقت تک جو stand آپ نے لیا ہے، خواہ اس کا تعلق بین الاقوامی فورم پر جانے کا ہو یا transit facilities کا ہو، خدا کے لیے اس پر قائم رہیے۔ اس میں اگر آپ نے کوئی کمزوری دکھائی تو یہ Himalayan blunder ہوگی۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو red lines آپ نے آج تک کھینچی تھیں، وہ غلط مقام پر تھیں۔ ان red lines کو ان تین بنیادی چیزوں پر ہونا چاہیے، sovereignty of the country, territorial integrity اور ملک کے اندر operations اور covert activities. یہ تینوں ناقابلِ برداشت اور ناقابلِ قبول ہیں۔ ان کو clearly آجانا چاہیے اور اگر یہ violate ہوتی ہیں تو پھر محض مذمت نہیں بلکہ مزاحمت کا راستہ بھی اختیار کرنا ہے۔

تیسری بات transit facilities اگر نئی terms of engagement طے کرنے کے بعد آپ دیتے ہیں تو اس میں دو باتوں کا خیال رکھیے۔ پہلی بات یہ ہے کہ screening کے بغیر کوئی چیز نہیں آئے گی۔ آپ کا اپنا Ombudsman یہ کہہ رہا ہے کہ 36 ہزار ٹرک غائب ہوئے ہیں اور ان میں 4 سے 6 ہزار ایسے ہیں جن میں اسلحہ تھا اور وہ اسلحہ افغانستان نہیں گیا، اسے پاکستان میں unload کرلیا گیا ہے۔ Screening کے بغیر کوئی اجازت نہ دیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ free transit غلامی کی علامت ہے۔ واحد راستہ یہ ہے کہ آپ service charges لیجیے اور معقول لیجیے۔ بلاشبہ انہیں competitive ہونا چاہیے۔ پاکستان کی transit facilities کے مقابلے میں جو دوسرے sources ہیں خواہ وہ air کے ہوں یا Central Asia سے ہوں، ان کی لاگت، ان کی cost چار سے دس گنا زیادہ ہے۔ آپ service charges ایسے متعین کیجیے کہ جس سے فی الواقعی ہمیں آمدنی ہو اور پھر خدا کے لیے politely کہہ دیجیے کہ ہمیں آپ کی economic aid نہیں چاہیے۔ اس لیے کہ یہ economic aid ایک disruptive force ہے، اس کے نتیجے کے طور پر ہم economic AIDS میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ بمشکل پانچ یا چھ فیصد ایسی ہے جو پاکستان کے فائدے کے لیے ہے باقی 95% ہمارے فائدے میں نہیں آرہی۔ اس وقت 80% وہ اپنی این جی اوز کے ذریعے استعمال کررہے ہیں جس سے ایک alternate government قائم

ہو گئی ہے۔ اس سے نکلیے۔ Service charges سے آپ کو اس سے تین گنا زیادہ آمدنی ہو سکتی ہے۔ Trade کیجیے، trade کا راستہ کھولیے اور military aid کے بارے میں بھی صاف کہہ دیجیے کہ ہم اگر آپ سے کچھ خریدیں گے تو pay کریں گے۔

ایک اور بات میں کہنا چاہوں گا کہ economy کی حالت بڑی خراب ہے۔ Self reliance ضروری ہے، self reliance کے بغیر آپ independent foreign policy نہیں چلا سکتے۔ خدا کے لیے economic policy کے سلسلے میں سر جوڑ کے بیٹھیے، national consensus پیدا کیجیے۔ ہمارے پاس وسائل ہیں، ہم ایک امیر ملک ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنے وسائل کو صحیح استعمال نہیں کر رہے۔ Economy کو سنبھالے بغیر آپ کوئی stand نہیں لے سکیں گے۔

آخری بات یہ ہے کہ missing persons کا مسئلہ بہت اہم ہے، انسانی حقوق کے نقطۂ نظر سے، پاکستان کی سلامتی کے نقطۂ نظر سے اور اسلامی اقدار کے نقطۂ نظر سے۔ بلوچستان اور دوسرے صوبوں میں اس کی وجہ سے جو نفرت پیدا ہو رہی ہے، جو insecurity آگئی ہے، اور اب تو بلوچستان میں صرف missing persons نہیں بلکہ ہر دوسرے دن missing persons کی لاشیں آرہی ہیں۔ جناب والا! یہ بڑا serious مسئلہ ہے، اسے اہمیت دیجیے۔ یہ تین نکات تھے جن کی طرف میں اس وقت خصوصیت سے انہیں متوجہ کروں گا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ میں ایسا کروں گا کہ ادھر سے تین members پھر ایک Treasury Benches سے۔ اپوزیشن کو پورا موقع ملنا چاہیے۔ وزیرِ اعظم حلیم طبیعت رکھتے ہیں، وہ سنیں گے۔ جی عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

(جاری--------T10)

T10-14-12-2011 ER/4/Bhatti/ED: Zafar Iqbal 7:20 P.M.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا تاکہ میں ایوان میں آج کل کے مسائل پر اپنی پارٹی کا موقف پیش کروں۔ آج وزیراعظم صاحب بھی یہاں تشریف لائے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ ہماری تجاویز اور موقف کو بہتر طریقے سے سنا جائے گا۔ جناب والا! میں پہلی بات یہ کہوں گا کہ 18^{th} Amendment سے جو کچھ حاصل ہوا ہے، ہم اس کی history رکھتے ہیں۔ ہماری پارٹی کی قربانیاں پاکستان کے بننے سے پہلے اور اس کے معرض وجود میں

آنے کے بعد سے موجود ہیں، جناب خان شیر عصمت خان اچکزئی، باچا خان اور ان کے ساتھیوں کی سربراہی میں انگریزوں کو نکالا گیا۔ یہاں ایک ایسا آئین بننے والا تھا جو پارلیمانی ہو، جو federal ہو۔ یہ ایک بنیادی اصول تھا لیکن افسوس کا مقام یہ ہے کہ پہلے ہی دن سے۔۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! مندوخیل صاحب جیسے سنجیدہ رکن بات کر رہے ہیں، آپ رحمٰن ملک صاحب سے درخواست کریں کہ وہ ان کی بات سنیں، وہ وزیراعظم صاحب سے بعد میں بات کرلیں otherwise ہمارا بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وزیراعظم صاحب سن رہے ہیں۔ رحمن ملک always serious رہتے ہیں، کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ پہلے نو سال میں آئین ساز اسمبلی کا خاتمہ ہوا، اس کے بعد ایوب خان کا پہلا مارشل لاء، اس کے بعد یحییٰ خان، ضیاء الحق اور بعد میں مشرف، اس تمام عرصے میں ہمارے ملک پر جس طرح آمریت مسلط رہی یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم یہاں بیٹھے ہوئے مسائل کا حل تلاش کر رہے ہیں کہ ہمیں کیا کیا مسائل درپیش ہیں۔ یہ سب اس آمریت کی وجہ سے ہے۔ جناب والا! ہمارے عوام اور ہماری پارٹیوں نے قربانیاں دی ہیں، اگر آپ ان کی قید کو جمع کریں تو وہ سینکڑوں سالوں پر مشتمل ہو گی۔ ان کی جائیدادیں ضبط ہوئیں۔ ایک بات ہے کہ پیپلز پارٹی نے ایک کام کیا کہ جب 18th Amendment پر کام ہو رہا تھا تو میرے خیال میں کم از کم اس نے کوئی مداخلت نہیں کی، یہ صاف بات ہے اور بہت اچھا ہوا کہ انہوں نے یہ کام کیا، یہ ان کی پارٹی کی history کا بھی تسلسل تھا اور ذمہ داری تھی، یہ ہونا تھا، ہو گیا۔ آج میں اس حوالے سے کہوں گا کہ مختلف عناصر مختلف طریقے اختیار کر رہے ہیں اور آج میڈیا اور دوسرے لوگوں نے ایسا ماحول پیدا کیا ہے کہ آج ہی سب کچھ roll back ہو جائے گا اور پھر مارشل لاء آئے گا، کوئی مارشل لاء نہیں آئے گا۔ مارشل لاء کے بارے میں یہ فیصلہ ہے کہ خواہ سپریم کورٹ فیصلہ کرے کہ انہوں نے power چھیننے کا کام ٹھیک کیا ہے لیکن اسی آئین کے Article 6 کے تحت وہ غدار ہو گا۔ ہر ایک جو اس طرح سوچنے والا ہے، وہ اس چیز کو نظر میں رکھے کہ یہ پاکستان کے عوام نے کیا ہے اور پھر نظام کیا بنایا ہے؟ Federal parliamentary نظام بنایا ہے، اس سے بہت کچھ حاصل ہوا ہے لیکن اس حوالے سے میں اتنا عرض کروں گا کہ ایک تو مجموعی طور پر ہماری پشتون قوم کے ساتھ 1973 کے آئین

اور 18th Amendment کے باوجود انصاف اور سیاسی رواداری نہ رکھی گئی جبکہ ہم نے جتنی جیلیں کاٹیں اور جمہوریت اور federation کے لیے جتنی مشکلات برداشت کی ہیں، ہمارے مسائل ویسے کے ویسے ہی ہیں، ہم آج تک suffer کر رہے ہیں۔ ہمارا نام پشتونخوا تھا، اسے پختونخوا خیبر کر دیا، بہت اچھا ہے لیکن اس حد تک بد نیتی۔ جناب والا! بہرصورت یہ تو حاصل ہوا لیکن ایک بات میں حکومت کو عرض کر رہا ہوں اور وزیراعظم کو بالخصوص، وہ یاد رکھیں کہ اس وقت امن وامان نہیں ہے، بے روزگاری ہے۔ ہمارے صوبے میں مکمل طور پر ڈاکوراج ہے، آج جا کر record دیکھ سکتے ہیں کہ کوئٹہ سے کراچی تک کوئی سڑک ایسی نہیں جہاں پر gangsters نہ ہوں۔ Gangs بنے ہوئے ہیں اور یہ کن لوگوں کے gangs بنے ہوئے ہیں؟ اگر میں یہ کہوں تو غلط نہ ہوگا کہ برسراقتدار پارٹی کے لوگوں کے gangs ہیں، انہوں نے gangs بنائے ہوئے ہیں اور وہ لوگوں کو لوٹتے ہیں۔ میں نے کل ایک جگہ عرض کی کہ اس کی ذمہ داری وزیراعظم صاحب پر آتی ہے، اس کی ذمہ داری صدر صاحب پر عائد ہوتی ہے کہ وہاں ڈاکے پڑ رہے ہیں اور آپ لوگ آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ وزیر داخلہ کے پاس کتنے اختیارات ہیں؟ کتنے institutions ہیں؟ وہ بلوچستان میں کم از کم ڈاکوؤں سے، اغوا برائے تاوان کی وارداتوں سے ایک دن میں چھٹکارا دلاسکتے ہیں۔ ان ڈاکوؤں کا کوئی character نہیں ہے، وہ ایک سال کی جیل بھی برداشت نہیں کر سکیں گے۔ آپ ایک سال صحیح سزا دیں تو یہ صحیح ہوجائیں گے۔

جناب والا! ہماری درخواست ہے کہ ان مسائل میں ہماری مدد کریں اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے لیے بجلی کی فراہمی کا مسئلہ ہے، subsidy کا مسئلہ ہے، یہ دلائل دیے جارہے ہیں کہ ان subsidies کو ختم کر دیا جائے تو پھر فائدہ ہوگا، privatization میں فائدہ ہوگا، privatization نے تو ہمیں غرق کر دیا ہے۔ آپ جب subsidy ختم کریں گے اور میں نے اس دن بھی Point of Order پر یہ مسئلہ اٹھایا تھا کہ جب آپ subsidy ختم کریں گے تو ہمارے صوبے کی تمام زراعت، ہمارے صوبے کی معیشت اور روزگار کو ختم کر دیں گے۔ ہم نے درخواست کی تھی کہ آپ چشمہ سے ڈیرہ اسمٰعیل خان، ژوب high tension line بنائی جائے اور یہ permanent basis پر ہوگی۔ دوسرے علاقوں میں اربوں کھربوں روپے خرچ ہوسکتے ہیں مگر ڈیرہ اسمٰعیل خان اور ژوب کے لیے کوئی پیسہ خرچ نہیں ہوسکتا۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ دوسرے مسائل ہیں، ملازمین کی تنخواہیں، آغاز حقوقِ بلوچستان اور میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے مسائل کا ازالہ کیا جائے۔ چونسٹھ سالہ تاریخ میں آپ پارلیمنٹ کا record اٹھا کر دیکھیں کہ ہم روزانہ پارلیمنٹ میں سوالات پوچھتے

ہیں اور آپ ان کے جوابات پڑھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اگر مکان کسی کو مل رہا ہے تو ہمارے صوبے کو نہیں ملے گا۔ اگر کوئی نوکری ہے تو ہمارے صوبے کو نہیں ملے گی۔ ایسے حالات بنائے گئے ہیں کہ ہم واقعی collapse کر جائیں۔ جناب والا! ان کے علاوہ دوسرے مسائل کے بارے میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں اور ہم وزیراعظم صاحب سے ایک بات باربار کہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں parliamentary system ہے اگر کسی نے ہمیں ہٹانا ہے تو وہ پارلیمنٹ کے ذریعے آئے، یہ ٹھیک بات ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ مختلف مسائل ہیں اگر آپ انہیں حل نہیں کریں گے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہم نے جو کچھ بھی اٹھارھویں ترمیم کے ذریعے حاصل کیا ہے، وہ ضائع چلا جائے گا۔ جناب والا! ہمیں realistic ہونا چاہیے، ایسے نہیں کہ ایک extreme پر بیٹھے ہوئے تھے اور ہمیشہ سے دوسروں کے تابع تھے، وہ جو بھی پالیسی ہمارے خلاف بناتے ہم اس کے سامنے جھک جاتے تھے۔ اب ایک ایسا ماحول بنا ہے جیسے کہتے ہیں کہ "ہلہ شیری، شاباش پکڑو" آپ realistic بن کر مہربانی کریں، ہمارے فائدے، ہمارے اتحادی ممالک کے فائدے کی پالیسی بنائیں۔ ہر لحاظ سے ہماری داخلہ اور خارجہ پالیسی برابری کی سطح پر ہونی چاہیے۔ ایسے نہیں کہ ابھی میڈیا نے کہا کہ پکڑو اور ہم کہتے ہیں کہ بس پکڑلو، یہ نہیں دیکھتے کہ کس کو پکڑو؟ کیسے پکڑو؟ کیوں پکڑو؟ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ افراسیاب خٹک صاحب۔ پہلے parliamentary leaders بات کر لیں۔ سب کوشش کریں کہ پانچ منٹ کے اندر اندر اپنی بات کرلیں۔ سب لوگوں کی باری آئے گی، مسلم لیگ (ن) کی آئے گی، نیشنل پارٹی کی بھی باری آئے گی، ایم کیو ایم کی طرف سے طاہر مشہدی صاحب، ہم خیال گروپ کی طرف سے سلیم سیف اللہ خان صاحب، جے ڈبلیو پی کی طرف سے شاہد بگٹی، بی این پی عوامی کی طرف سے۔۔۔۔جی بسم اللہ کریں کیونکہ وزیراعظم صاحب سے جوابات بھی سننے ہیں۔

سینیٹر افراسیاب خٹک: شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا، صرف ایک دو points کی طرف محترم وزیراعظم صاحب کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا۔ پہلی بات یہ ہے کہ صوبہ خیبر پختونخوا کے لیے net hydel power profit کا مسئلہ ہے۔

(جاری-----T11)

T11-14dec2011 Ashraf/Ed.Rauf Er.3 07:30

سینیٹر افراسیاب خٹک: جاری---

پہلی بات، صوبہ خیبر پختون خوا کے net hydel power profits کا مسئلہ ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ 1973ء کے آئین میں یہ بات آئی تھی کہ جہاں hydel power پیدا ہو گی اس کا net profit اس صوبے کو ملے گا۔ بد قسمتی سے 1973ء سے 1991ء تک اس آئینی شق پر عمل درآمد نہیں ہوا اور ہمارے صوبے کو ایک پیسا نہیں ملا۔ 1973ء میں جا کر کہیں اے این پی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے درمیان جو حکومت بنی اس میں یہ طے پایا کہ اس آئینی شق پر عمل درآمد کرایا جائے اور خیبر پختون خوا میں net hydel power کا profit اس کو ملے۔ اس کے لیے اس وقت اے جی این قاضی فارمولا بنایا گیا جس کے تحت hydel power profit میں خیبر پختون خوا کے چھ ارب روپے بنتے تھے اور اس کو Joint Session of Parliament نے uphold کیا، اس کو منظور کیا۔ جناب والا! 1991ء میں ہمارے صوبے کو چھ ارب روپے ملے اور اگلے سال یہ پیسے cap کر دیئے گئے، وہیں روک دیئے گئے۔ آج جبکہ یہ رقم تخمیناً 32 ارب روپے بنتی ہے مگر ہمارے صوبے کو سالانہ چھ ارب روپیہ دیا جا رہا ہے۔ یہ واضح طور پر آئین کی خلاف ورزی ہے، واضح طور پر ہمارے صوبے کے حقوق کی خلاف ورزی ہے بلکہ ہمارا صوبہ ہی کیا پاکستان میں اور بھی کئی جگہیں ایسی ہوں گی لیکن ہمارا case بڑا glaring case ہے۔ میں وزیر اعظم صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس میں دلچسپی لیں اور واپڈا سے کہیں کہ جو ہمارا hydel power profit cap کیا ہوا ہے اس کو decap کر دیا جائے تا کہ ہمارے صوبے کو اس کا جائز حق مل سکے۔

دوسری مسئلہ میں سینیٹ کی Functional Committee for Human Rights کے چیئرمین کے طور پر اٹھانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پاکستان میں missing persons کا مسئلہ بڑا serious ہے۔ دنیا میں ایسا کوئی ملک نہیں ہے کہ جہاں اتنی بڑی تعداد میں لوگ enforced disappearance کے طور پر غائب کر دیئے گئے ہوں۔ پورے ملک میں یہ مسئلہ ہے لیکن بلوچستان میں خصوصاً بڑا serious ہے۔ بلوچستان میں عالم یہ ہے کہ missing لوگوں کی dump کردہ لاشیں، اذیت کا شکار لاشیں جن کو ٹارچر کیا گیا ہوتا ہے، ملتی ہیں۔ میں بڑے ادب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہر لاش جو ملتی ہے یہ بلوچستان اور پاکستان کی federation میں فاصلہ پیدا کرتی ہے۔ ہر نوجوان کا خون جو بہتا ہے وہ federation کی جڑوں میں بیٹھ رہا ہے۔ دسمبر میں ہم آج یہ بات کر رہے ہیں، بیس سال پہلے مشرقی پاکستان میں یہی فارمولہ آزمایا گیا۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ وہ آبادی کے حصے کو قتل کر کے وہاں پر جاری تحریک کو کمزور کر دیں گے لیکن پھر سانحہ ڈھاکہ دیکھنا پڑا، Fall of Dhaka دیکھنا پڑا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے اس سانحے سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ ہم وہی فارمولہ آج بلوچستان میں آزما رہے ہیں۔ وقت آگیا ہے کہ آغاز حقوق بلوچستان کا آغاز missing persons کو واپس لا کر کر

دیا جائے۔ میری تجویز ہے کہ آغاز حقوق بلوچستان کی تحریک کا نقطہ ء آغاز missing لوگوں کی واپسی سے ہو جائے کیونکہ جب تک missing persons کا مسئلہ address نہیں ہوگا اس وقت تک بلوچستان میں آپ جو بھی کریں گے اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اس بات پر بھی ذرا توجہ دیں کہ بہت سارے لوگ سرکاری ایجنسیوں کی طرف انگلی اٹھا رہے ہیں۔ یہ missing persons کوئی سیاسی لوگ نہیں ہیں، یہ مظلوم لوگ ہیں۔ ان کو سیاست سے کوئی غرض نہیں ہے۔ اگر وہ یہ کہتے ہیں تو ہمیں اس کو سننا چاہیے، ہمیں اس پر توجہ دینی چاہیے کیونکہ اگر سرکاری ایجنسیاں اس قسم کے کاموں میں ملوث ہو جائیں تو پھر اس ریاست کا خدا حافظ ہو جاتا ہے، پھر اس کی دنیا میں کیا عزت رہ جاتی ہے، اپنے عوام میں اس کی کیا عزت رہ جاتی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ تحقیقات ہوں۔ شکوک کو اس لیے تقویت ملتی ہے کہ سینکڑوں لوگ غائب ہوئے، سینکڑوں dump لاشیں ملی ہیں لیکن کسی ایک لاش کے ذمہ داروں کو پکڑا نہیں جا سکا۔ کیا وہ سلیمانی ٹوپی پہنتے ہیں؟ یہ کیسی بات ہے؟ ہم کیسے یقین کر لیں کہ سب لوگ گم ہو گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا ہی serious مسئلہ ہے اور میں وزیر اعظم صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس مسئلہ پر خصوصی طور پر توجہ دیں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آغا شاہد بگٹی صاحب۔ طلحہ صاحب! Parliamentary leaders کو بات کرنے دیں۔ ان کو آپ ہی نے Parliamentary leader بنایا ہے۔ پہلے ان کی تقاریر تو مکمل ہونے دیں۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ مجھے اس بات کا احساس ہے کہ وزیر اعظم صاحب عرصہ ء دراز کے بعد یہاں تشریف لائے ہیں اور تمام ممبران اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ میں مختصراً دو تین مسائل کی طرف ان کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا۔

جیسے ابتدا آج ہمارے Leader of the Opposition مولانا عبدالغفور حیدری صاحب نے کی ہے۔ مسئلہ بلوچستان کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں تمام تقاریر کے باوجود، میڈیا میں جو کچھ سامنے آتا ہے اس کے باوجود، حکومت کی بے حسی کا عالم جو ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ یا تو یہ اس عمل میں شامل ہیں یا یہ انتہائی بے بس ہیں۔ میں وزیر اعظم صاحب کو یاد دلاؤں کہ جب میاں رضا ربانی صاحب نے چند دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر آغاز حقوق بلوچستان کا پیکیج تشکیل دیا تھا تو مجھے محترم وزیر اعظم صاحب سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ انہوں نے اس پیکیج پر رائے لینے کے لیے مجھے بلایا تھا۔ میرے honourable دوست میاں رضا ربانی صاحب نے اس کے salient feature پڑھ کر سنائے تھے تو میں نے وزیر اعظم صاحب سے صرف ایک درخواست کی تھی اور میں نے کہا تھا جی کہ میں اس

کے merits and demerits پر نہیں جاتا اور میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ پیکیج بلوچستان کے حالات کو سدھارنے میں کتنا مددگار ثابت ہوگا لیکن میں آپ کو یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ جو پیکیج آپ کی حکومت نے بنایا ہے اس پر اگر پوری طرح عمل ہو جائے تو ایک بہت اچھی ابتداء ہو سکتی ہے لیکن اگر اس پر عمل درآمد نہ ہوا اور پھر وہی وعدوں کے ایفا کی تشنگی رہ گئی تو پھر فیڈریشن اور صوبہء بلوچستان میں دوریاں مزید بڑھ جائیں گی جس کی ذمہ داری آپ کی حکومت پر ہو گی۔

Sir, گزارش یہ ہے کہ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ دعوے بہت ہوتے ہیں - کوئی وزیر صاحب یہ کہتے ہیں کہ بلوچستان پیکیج پر ساٹھ فیصد عمل ہو گیا ہے، کوئی کہتا ہے کہ ستر فیصد عمل ہو گیا ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر دو چار چیک پوسٹیں ہٹا دی جائیں اور کچھ ادھر کی ادھر کر دی جائیں تو وہ بلوچستان کے اہم معاملات نہیں ہیں۔ بلوچستان کا اس وقت جو سب سے اہم معاملہ ہے وہ missing persons ہیں لیکن سب سے بڑا المیہ یہ ہے ، ہم ایک جمہوری دور میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے ایک فوجی آمر کے دور سے یہ مسئلہ چلا آ رہا ہے۔ اس وقت تو یہ ہوتا تھا کہ لوگوں کو غائب کر دیا جاتا تھا اور دو مہینے، چار مہینے، سال دو سال کے بعد کم از کم کچھ لوگ گھروں کو زندہ واپس لوٹتے تھے لیکن اس حکومت کا المیہ یہ ہے کہ اس جمہوری دور میں جبکہ پارلیمنٹ functional ہے اور ایک elected government موجود ہے ، اس کے دور میں جو بچوں کو غائب کر دیا جاتا ہے تو لوگوں کو یقین ہوتا ہے کہ دس دن یا پندرہ دن کے بعد ہمیں اس کی مسخ شدہ لاش ملے گی، اور ایسا ہو رہا ہے۔ آج تک ایسا نہیں ہوا ہے کہ کسی شخص کو غائب کر دیا گیا ہو تو وہ زندہ سلامت ماہ دو ماہ کے بعد اپنے گھر واپس آ گیا ہو۔ اب اس جمہوری دور اور بد ترین آمریت کے دور میں یہ فرق ہے کہ اس وقت پھر بھی اغوا شدہ لوگ واپس گھر آ جایا کرتے تھے لیکن اب ہمیں سڑکوں پر مسخ شدہ لاشیں ملتی ہیں۔

جیسا کہ ابھی میرے دوست نے کہا ہے کہ سینکڑوں کی تعداد میں جو مسخ شدہ لاشیں برآمد ہوئی ہیں کیا ان میں سے کسی ایک کا بھی قاتل پکڑا گیا ہے؟ نہیں پکڑا گیا۔ چیئرمین صاحب! آپ کا بھی اسی صوبے سے تعلق ہے اور میرا بھی اسی صوبے سے تعلق ہے۔ آپ صرف اس chair پر بیٹھنے کی وجہ سے خاموش ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہاں بلوچستان کے ممبران کے علاوہ تمام جمہوریت پسند ممبران جو یہاں بیٹھے ہیں ان سب کو اس بات کا احساس ہے کہ بلوچستان میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ صحیح نہیں ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت ہی بڑی گھناؤنی سازش کے تحت بلوچستان کو اس فیڈریشن سے کاٹنے کی بنیادیں ڈالی جا رہی ہیں۔ جیسا کہ ابھی میرے محترم دوست خٹک صاحب نے ذکر کیا ہے کہ جو پالیسی مشرقی پاکستان کے بنگلہ دیش بننے کی وجہ بنی وہی پالیسی بلوچستان میں پورے زور و شور سے جاری ہے۔

جناب! چونکہ وقت کم ہے اور کہنے کی باتیں بہت ہیں۔ صرف یہی کچھ کہنے کے بعد میں وزیر اعظم صاحب سے دست بستہ اپیل کرتا ہوں کہ وزیر اعظم صاحب مہربانی کرکے یہ اعلان کرکے ہمیں بتادیں کہ آیا یہ سب کچھ جو بلوچستان میں ہو رہا ہے کیا یہ اس جمہوری حکومت کی tacit approval کے ساتھ ہو رہا ہے یا یہ حکومت بے بس ہے اور ایسے ملکی ادارے ہیں جو حکومتی اثر سے باہر ہیں۔ جو سینکڑوں کی تعداد میں ہمارے بچوں کو قتل کر چکے ہیں۔ ان پر اس حکومت کا کوئی بس نہیں چلتا تو پھر ہم سمجھیں گے کہ انہوں نے حقیقت کا اظہار کیا ہے۔ ہماری history ہے کہ یہاں ادارے حکومت سے زور آور رہے ہیں لیکن اگر یہ جمہوری حکومت سمجھتی ہے کہ وہ ایک powerful حکومت ہے اور یہ اداروں کو لگام ڈال سکتی ہے اور اس نے ابھی تک ایسا نہیں کیا ہے تو پھر ہم سمجھیں گے کہ یہ حکومت خود اس میں شامل ہے۔

Sir, اس بات سے ہٹ کر میں ایک اہم مسئلہ پر وزیر اعظم صاحب کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

جاری-----

T12-14Dec-011 Er-11 Time 7.40 Mahboob Khan/Ed.Mubashir

شاہد حسن بگٹی--

جناب والا! اس سے ہٹ کر میں وزیر اعظم صاحب کی توجہ ایک اور اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ پچھلے سال پورے پاکستان میں سیلاب آئے اور اس سال سندھ میں بڑے بدترین سیلاب آئے۔ ایک ادارہ National Disaster Management Authority بنا اور اسی کی بنیاد پر صوبوں میں PDMA بنائے گئے۔ جب national disaster آتے ہیں، وہ کسی بھی وقت آسکتے ہیں انسان اس کے لیے تیار نہیں ہوتا اور ہمارا جو NDMA ہے اس کے چیئرمین کے مطابق اس کے پاس کل بارہ افراد کا عملہ تھا، انہوں نے چیئرمین سینیٹ کے سامنے جو briefing دی تھی، میں اس کا حوالہ دے رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس total 12 officers کا staff ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ٹھیک ہے ہمارے وسائل محدود ہیں، اسی طریقے سے NDMA کے وسائل بھی محدود ہیں لیکن اس دفعہ جب صوبہ سندھ میں سیلاب آئے تو NDMA نے کچھ ایسے vendors کو activate کیا جنہوں نے ان کی یقین دہانی پر انہیں مال مہیا شروع کر دیا، food packages, blankets, tents وغیرہ، اس یقین دہانی پر کہ یہ حکومت کا ایک ادارہ ہے وہ ہم سے مال خرید رہا ہے، دس، پندرہ دن کے بعد انہیں ان کی payments مل جائیں گی۔ میری اطلاع کے مطابق اس وقت جو صرف National Disaster Management Authority کی طرف vendors کے جو پیسے ہیں وہ سوا تین ارب روپے بنتے ہیں۔ اب ہمارے vendors کی capacity بھی بڑی limited ہے، انہوں نے کیا کیا، وہ اور تو کچھ کر نہیں سکتے تھے، انہوں نے مال سپلائی کرنا بند کر دیا اور اس کا effect

کیا ہورہا ہے کہ ہمارے جو سیلاب زدگان ہیں ان کی جو امداد جاری رہنی چاہیے تھی، جو حکومت نے وعدہ کیا تھا، وہ بھی رک گئی ہے۔ اس حوالے سے میں وزیر اعظم سے استدعا کروں گا کہ ہمارے جو غیر ملکی وزیر خزانہ ہیں، ان کو ہدایت جاری کریں کہ NDMA نے جو vendors payments کو کرنی ہیں، ان کے پیسے فوری طور پر vendors کو release کیے جائیں تا کہ وہ دوبارہ مال سپلائی کریں اور ہمارے سیلاب زدگان جو اس سردی کے موسم میں، آپ کو معلوم ہے کہ آگے سردی بڑھتی جائے گی، ان کی کچھ امداد ہو سکے۔ آپ کا شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ راجہ ظفر الحق۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! آج جب وزیر اعظم صاحب سینیٹ میں تشریف لائے تو اس کے بعد جو تقاریر ہوئیں وہ میرے لیے حیران کن تھیں۔ جن حضرات نے اپنے خیالات کا اظہار ابتدا میں کیا، انہوں نے وزیر اعظم صاحب کے اس ایوان میں آنے پر خوشی کا اظہار کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں گو کہ یہ ایوان وزیر اعظم صاحب کو منتخب نہیں کرتا لیکن اٹھارھویں ترمیم کے عنوان سے وہ اس ایوان کے سامنے بھی جواب دہ ہیں۔ لیکن جوابدہی کا عالم یہ ہے کہ آج وزیر اعظم صاحب کی یہاں موجودگی کے باوجود آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اتنی بڑی کابینہ میں سے کتنے لوگ ان کے ساتھ موجود ہیں تا کہ اگر انہیں کسی چیز کی assistance کی ضرورت پڑے، کسی معاملے پر مشاورت کرنی پڑے یا کسی وزیر صاحب کو جواب کے لیے کہنا پڑے تو کتنے وزرا یہاں موجود ہیں، ابتدا میں تو دو تھے اور اس وقت میرے خیال میں ایک ہیں اور وہ بھی پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب اس کیفیت میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ ہم اداروں کو مضبوط کر رہے ہیں، ہم پاکستان میں ایک ایسی فضا قائم کرنا چاہتے ہیں کہ جمہوریت مضبوط ہو اور جو آواز یہاں سے اٹھے اسے نہ صرف ملک کے اندر بلکہ بیرونی دنیا میں بھی ایک وزن حاصل ہو، وہ کیسے ہوگا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس بے توقیری میں ہم خود شریک ہیں اور اسی لیے لوگوں نے پارلیمنٹ کی بجائے دوسرے اداروں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ لوگ اپنی شکایتیں سپریم کورٹ میں لے جاتے ہیں، دوسرے اداروں میں لے جاتے ہیں اور اس کا کوئی مداوا وہ ان اداروں کے اندر نہیں پاتے، یہ انتہائی افسوسناک صورت حال ہے اور وزیر اعظم کو اس بات کا نوٹس لینا چاہیے۔ انہیں اس بارے میں یہ دیکھنا چاہیے کہ آپ نے خود پچھلے سے پچھلے اجلاس میں اپنا robe اتارا اور protest کر کے آپ یہاں سے تشریف لے گئے کیونکہ یہاں جواب دینے کے لیے کوئی وزیر صاحب موجود نہیں تھے حالانکہ جہاں کہیں پارلیمنٹس ہیں وہاں وزرا اپنے پروگرامز کو اس طرح adjust کرتے ہیں کہ ان کی پارلیمنٹ میں موجودگی ضائع نہ ہو۔ لوگ یہ محسوس نہ کریں کہ ان سوالوں کا

جواب دینے کے لیے وہ یہاں موجود نہیں ہیں۔ جو اہمیت آپ اس ادارے کو دیں گے، پارلیمنٹ کو دیں گے باقی دنیا بھی پاکستان میں جمہوری اداروں کو اتنی ہی وقعت دے گی۔ اگر آپ خود نہیں دیں گے تو کوئی آپ کے اس وزن کو محسوس ہی نہیں کرے گا کیونکہ وزن ہے ہی نہیں۔

جناب والا! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ پچھلے مہینے کی چھبیس تاریخ کو بارڈر پر نیٹو یا ایساف فورسز نے جو وہاں پر حملہ کیا اور اس کا ایک رد عمل ہوا، میں سمجھتا ہوں کہ وہ رد عمل لازمی تھا اور آپ دیکھتے ہیں کہ across the party lines لوگ باہر نکلے اور اب بھی نکل رہے ہیں اور آئے دن وہ اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ پاکستان کی sovereignty کو، پاکستان کی security کو جہاں سے خطرہ ہوگا یہ قوم اس کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہے لیکن جو بیانات یہاں سے آتے رہے ہیں، وہ اس قسم کے ہیں کہ ان سے ایک ایسی بے یقینی کی فضا پھیلتی جارہی ہے جس کا علاج اگر حکومت نہ کرے تو کوئی ادارہ کر نہیں سکتا۔ یہ Shamsi Base پرسوں خالی ہوئی ہے، جب اس سے پہلے یہاں ایوان کے اندر یا ایوان کے باہر کسی نے کہا کہ یہ ان کو کیسے دیا گیا ہے، اگر کسی اور ملک کو بھی دیا گیا ہے تو ہے تو پاکستان کا حصہ۔ اگر وہاں drones اڑتے ہیں اور پاکستان کے اندر حملے ہوتے ہیں تو یہ کیا بوالعجبی ہے لیکن ہمیشہ یہ کہا گیا کہ وہاں اڑتے نہیں ہیں بلکہ متعلقہ وزیر صاحب نے یہ کہا کہ واپس آکر وہاں بیٹھتے ہیں، اڑتے نہیں ہیں تو اس پر پردہ ڈالنے کی اور قوم سے چھپانے کی کیا ضرورت تھی، لوگوں کو حالات بھی معلوم تھے۔ یہاں یہ بھی کہا گیا کہ وہاں کوئی ایک امریکی بھی نہیں ہے، جب نکلنے لگے تو امریکیوں کو نکالتے نکالتے کئی دن لگے، وہاں کہاں ہوتے تھے جس کا پتا اس حکومت کو نہیں تھا۔ اس ایوان کے اندر اگر یہ بات چلائی گئی کہ بلیک واٹر کے نام پر ایک تنظیم ہے جس کے پاکستان کے اندر ہزاروں لوگ موجود ہیں، ان کا کوئی نوٹس لینے والا ہے۔ یہ بات اخبارات میں بھی آئی کہ جب ان کو ویزے دیے جاتے تھے تو نہ ان کا صحیح نام ہوتا تھا، نہ ان کا صحیح پتا ہوتا تھا، نہ ان کا یہ پتا ہوتا تھا کہ وہ پاکستان میں کس جگہ جا کر ٹھہریں گے، کہاں وہ رہیں گے، ان کا مشن کیا ہے؟ یہ کوئی چیز نہیں تھی اور وہ facility جب وہاں تھوڑی سی رکی تو پھر دوبئی سے ان لوگوں نے یہاں آنا شروع کر دیا۔ اگر اتنی بے بسی یہاں ہو گی، پھر ایبٹ آباد کا جو معاملہ ہوا تو اس نے تو سارا پول کھول دیا۔ پھر اسی ایوان میں briefing بھی دی گئی اور یہاں پر اس معاملے میں گرما گرمی بھی ہوئی، کس وجہ سے کہ حکومت میں ہوتے ہوئے یہ کہہ دینا کہ ہمارا جو eastern border ہے ہم اس سے hostile activity کی توقع رکھتے تھے، ادھر سے ہمیں توقع نہیں تھی، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ پھر ایبٹ آباد کے معاملے سے پہلے بھی کئی بار ایسا ہوا اور جو ہمارا بارڈر ہے، ہمارا مشرقی جو ہمسایہ ہے اس کی طرف سے ملک کے اندر جو

activities ہورہی ہیں، کبھی کسی حکومتی فرد نے، کسی ذمہ دار آدمی نے یہ کہا ہے کہ یہ کیوں ہو رہا ہے، ملک کے اندر یا ملک کے باہر کبھی اس سوال کو اٹھایا گیا ہے، قطعاً نہیں۔ میں نے خود صدر مملکت صاحب سے یہ کہا تھا، جب انہوں نے کہا کہ انڈیا کا ہائی کمیشنر مجھے ملنے کے لیے آیا تو میں نے کہا کہ آپ نے ان کو کہا ہے کہ ان کی پاکستان کے اندر کیا activity ہے؟ بلوچستان میں وہ کیا کر رہے ہیں؟ افغانستان میں وہ پاکستان کے خلاف کیا کر رہے ہیں؟ باقی جگہوں پر ان کی activity کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں ایک بریفنگ لوں گا پھر اس کے بعد جب آئندہ اس سے ملاقات ہو گی تو واقعی میں بات کروں گا لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ اس پر کوئی بات کی گئی ہے یا نہیں۔ مجھے لیاقت علی خان کی وہ تقریر یاد آتی ہے جو انہوں نے اپنے امریکہ کے دورے میں کی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ کبھی کبھی آپ کو ہماری کچھ bitterness ہمارے بیانات میں ملے گی، انہوں نے کہا تھا کہ میں آپ کے ساتھ share کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان بن جانے کے بعد پاکستان کے اندر کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو کہے کہ ہندوستان تباہ ہو جائے---   آگے ٹی ۱۳

T13-14DEC2011   FAZAL\A.RAUF   07:50   UR7

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق جاری ہے---- ہندوستان صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ ایسی کوئی آواز نہیں ہے لیکن ہمارے ہمسایہ ملک کے اندر نہ صرف یہ منظم آوازیں اٹھتی ہیں بلکہ اس کے لئے کام بھی ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے بسا اوقات ہم تنگ ہو کر ان کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ اس لئے آپ کو اس کی background کا پتہ ہونا چاہیے۔ اب ان حالات میں وزیر اعظم کے والد بزرگوار ایک سچے اور بڑے مستند مسلم لیگی تھے۔ ان کا ایک وقار اور احترام تھا اور ان کے خون میں وہ چیز شامل ہے، تحریک پاکستان شامل ہے۔ اس ہستی سے ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ انہیں پاکستان کو آئندہ خطرات سے سب سے زیادہ باخبر ہونا چاہیے اور اس کے بارے میں اس کی آواز سب سے بلند ہونی چاہیے لیکن اس کی کمی ہم محسوس کرتے ہیں۔ اس کمی کو اس نے خود دور کرنا ہو گا اور ان کے یہ بیانات بھی درست نہیں ہیں کہ یہ چار ہفتے اور بھی چل سکتا ہے۔ کیوں چار ہفتے چلے؟ اگر امریکہ یہ سارا کچھ کرنے کے بعد بھی اس بات پر اصرار کر رہا ہے کہ یہ جو حملہ ہوا یہ کوئی intentional نہیں تھا حالانکہ وہ جو چوٹی کے اوپر دو چوکیاں تھیں وہاں سے کوئی ایسے لوگ نہیں گزرتے تھے جو ایک ملک میں یا دوسرے ملک میں کچھ sabotage کرنے کے لئے جا رہے ہوں۔ وہ راستے پہاڑوں کے اندر سے گزرتے ہیں۔ وہاں اگر دو گھنٹے یہ کارروائی کرتے رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہاں پر ماچس کی تیلی جلائی جائے انہیں satellite کے ذریعے سے علم ہوتا ہے۔ مگر انہیں یہ علم نہیں تھا کہ وہ 24 آدمی کس حساب سے مار رہے ہیں؟ اس کی timing دیکھیں کہ بون کانفرنس سے چند دن پہلے یہ واقعہ کرتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ یہ

ماننے کو تیار نہیں ہیں اور مجھے مایوسی ہوئی ہے امریکہ کے صدر کے بیان سے بھی جو یہ کہتا ہے کہ ہمیں افسوس ہے لیکن ہم معافی مانگنے کو تیار نہیں ہیں۔ کسی یک طرفہ انکوائری یا investigation کو بھی ہمیں قبول نہیں کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! ایک بات میں اور کرنا چاہتا ہوں کہ فاٹا اور بلوچستان کے حالات نہ صرف یہ کہ درست نہیں ہیں بلکہ روز بروز حالات خراب ہورہے ہیں اور اس کا علاج صرف طاقت کا استعمال نہیں ہے۔ ان علاقوں کے اندر ترقیاتی کاموں کی ضرورت ہے۔ بلوچستان کے پڑھے لکھے نوجوانوں کو روزگار کی ضرورت ہے۔ وہاں جو محرومیاں ہیں انہیں دور کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کے زخموں کے اوپر مرہم رکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ کام صرف بلوچستان سے آئے ہوئے ممبران ہی نہیں کرتے ہم خود بھی کرتے ہیں اور ان سے زیادہ دردمندی کے ساتھ کرتے ہیں کہ بلوچستان کے حالات کو درست کرنے کی جو کوششیں ہونی چاہیے تھیں وہ نہیں ہورہی ہیں۔ اب اندر کے حالات دیکھیں۔ آپ اگر دنیا کو چیلنج کریں گے تو پھر آپ دیکھیں کہ PIA کا کیا حشر ہے؟ آج ہی ہم TV پر دیکھتے ہیں کہ آدھے سے زیادہ PIA کے جہاز گراؤنڈ ہو چکے ہیں۔ یہ ایسے محسوس ہوتا ہے جیسا کہ انہیں کوئی نیچے کھینچ رہا ہے۔ اسے کوئی تباہ کرنے کا کوئی پروگرام بنا ہوا ہے اور وہ چند دن کی مہمان ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر پرزے نہیں ہوں گے تو باقی بڑے جہاز بھی نہیں چلیں گے۔ International flights بھی نہیں چلیں گی۔ یہ delay to delay ہے۔ سارا بیڑا یہاں بیٹھ جائے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: راجہ صاحب! تھوڑا time کا خیال کریں۔ وزیراعظم صاحب نے جانا ہے۔

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: میں یہ کہتا ہوں کہ اگر وزیراعظم صاحب روز روز آئیں تو اتنے لوگ بولنے کو بھی شاید تیار نہ ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: قومی اسمبلی کو full time دے رہے ہیں۔

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: یہ ان کا فرض ہے کہ یہ باتیں سن لیں۔ ان کے اپنے فائدے میں ہیں اور ملک کے فائدے میں ہیں۔ اس میں time کی کیا قید ہے۔ آپ یہاں دیکھیں پارلیمنٹ کے باہر سوئی ناردرن گیس کے تین سو زائد ملازمین تھے بارہ، بارہ اور تیرہ تیرہ سال سے۔ وہ دو راتوں سے جو freezing point سے نیچے درجہ حرارت چلا جاتا ہے وہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کسی نے جا کر ان کا حال پوچھا ہے؟ یہ بے حسی کیوں ہے؟ یہ حرکت کیوں ہو رہی ہے اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟ کیا وزراء نہیں جا سکتے؟ کیا متعلقہ لوگ وہاں بھیجے نہیں جا سکتے تھے؟ ایسا کیوں ہے؟ میں یہ کہتا ہوں کہ اس طریقے سے اگر سلسلہ یہ چلتا رہا تو پھر آپ کسی اور کو blame نہیں کریں گے لیکن

ممکن ہے کہ یہ گورنمنٹ رہے یا نہ رہے انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان رہے گا، پاکستانی قوم رہے گی اور پاکستان مضبوط اور توانا ہوگا لیکن اس رویے سے نہیں جو اس حکومت نے رکھا ہوا ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک دو سیاسی سوال پاکستان پیپلز پارٹی کے سامنے bluntly رکھوں کہ کیا پاکستان پیپلز پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ وہ اب آئندہ کئی برسوں تک حکومت میں ہوگی یا وہ یہ سمجھتی ہے کہ اس کو بھی اپوزیشن میں آنا ہے؟ کیا پاکستان پیپلز پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ اس ملک کی جمہوریت کے لئے یہاں کی democratic forces نے کوئی قربانی نہیں دی ہے۔ یہاں کے قوم پرست قوتوں نے کوئی قربانی نہیں دی ہے۔ بے شک پاکستان پیپلز پارٹی نے قربانی دی ہے لیکن اس ملک کی جمہوریت کے لئے دوسرے لوگوں نے بھی قربانیاں دی ہیں لیکن بد قسمتی سے یہ چار سال پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو ہوئے ہیں۔ ہم بہت خوش تھے حالانکہ APDM والوں نے بائیکاٹ کیا اور اس کا فائدہ بھی پیپلز پارٹی کو پہنچا۔ تین تین ہزار ووٹوں سے ایسے MPAs اور MNAs بنے تھے جو یونین کونسل کا انتخاب بھی نہیں جیت سکتے تھے۔ جن کے بارے میں آپ کو بھی پتہ ہے اور مجھے بھی پتہ ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے

ہم سمجھ رہے تھے کہ پیپلز پارٹی آئے گی تو یہاں جمہوریت کو استحکام ملے گا۔ یہاں بلوچستان میں جو ایک dictator نے ظلم اور جبر کا بازار گرم کر رکھا ہوا تھا اس سے ہمیں ریلیف ملے گا۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ

دیکھنے ہم بھی گئے تھے پر تماشا نہ ہوا

وزیر اعظم صاحب! آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ہم وہ لوگ ہیں کہ ہر dictator کے خلاف آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں۔ کل بھی یہاں پر کوئی dictator آئے گا تو یہی لوگ آپ کے ساتھ ہوں گے جو جیلوں میں جائیں گے۔ کیا آپ صرف یہ سمجھ رہے ہیں کہ بلوچستان میں آج جو ایک آگ لگائی ہوئی ہے۔ جس طرح ہمارے دوستوں رحیم صاحب اور افراسیاب خٹک نے کہا۔ کیا صرف یہی کافی ہے کہ میں بلوچ بھائیوں کے پاس جانے کے لئے تیار ہوں۔ چار سال تو ہوگئے آپ کب جائیں گے؟ وہاں روزانہ لوگوں کی لاشیں گر رہی ہیں۔ پرسوں ایک خضدار سے اور ایک تربت سے لاش ملی ہے۔ وہاں تعلیمی ادارے بند ہیں۔ وہاں آپ کا کاروبار بند ہے۔ میں اور حاصل

بھائی ڈیڑھ سال سے پہلے آئے تھے۔ آپ نے کہا کہ کیا چاہیے ہم نے کہا کہ ہمیں کچھ بھی نہیں چاہیے۔ ہمیں اس عذاب سے بچاؤ جس کی وجہ سے اس وقت بلوچستان جل رہا ہے۔ ہمیں آپ کی کوئی سکیم نہیں چاہیے۔ ہمیں کوئی نوکری نہیں چاہیے۔ چار سال گزرنے کے باوجود اب بھی بلوچستان میں وہی صورتحال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک political worker کی حیثیت سے کہیں تاریخ اپنے آپ کو تو نہیں دہرا رہی ہے۔ 1973 سے 1977 جب پیپلز پارٹی نے آپریشن شروع کیا تو پھر ایک dictator نے آکر NAP کے ساتھ negotiation کیا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تاریخ پھر یہاں پر repeat ہو۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ بلوچستان کو سنبھالو۔ وہاں جو بے گناہ لوگ مارے جا رہے ہیں۔ کون مار رہا ہے؟ کل ہم آپ کی قیادت میں جسٹس اقبال کے پاس گئے تھے۔ جو آپ نے sub-committee بنائی ہے۔ اس نے کیا کہا؟ کہتا ہے کہ سپریم کورٹ نے جو کام کرنا تھا۔ ہم نے اپنی recommendations دی ہیں گورنمنٹ آف پاکستان کو۔ اب وزیر اعظم صاحب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ان کو implement کر لیں۔

جناب چیئرمین! میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہم جو جمہوری قوتیں ہیں۔ ہم آپ سے مایوس ہو چکے ہیں۔ جو قوم پرست قوتیں ہیں۔ ہم آپ سے مایوس ہو چکے ہیں۔ ہم نے یہاں مشرف کے خلاف "گو مشرف گو" کے نعرے اس لئے نہیں لگائے تھے کہ یہاں پر صرف یہ ہو کہ

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

(آگے ٹی 14 پر جاری ہے)

T14-14DEC2011 FAHEEM/ ED Altaf Shaikh 8:00 P.M. ER12

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: (جاری---) 'بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست'۔ ہم نے یہاں پر اداروں کی بالادستی کی بات کی ہے۔ ہم نے قربانیاں دی ہیں اور ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ ہم یہ قربانیاں عوام کے لیے دے رہے ہیں۔ ہم یہ قربانیاں اس لیے دے رہے تھے کہ یہاں ایک ایسی وفاقی حکومت قائم ہو جس میں ہر فرد کو انصاف ملے۔

میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں نے بنیادی باتیں کی ہیں۔ میں یہاں پر دو، تین اور باتین وزیراعظم کے گوش گزار کروں گا جو رحیم صاحب نے point out کیں۔ اس وقت بلوچستان میں ایک جانب فوجی آپریشن ہو رہا ہے اور دوسری جانب ڈاکو راج ہے۔ وہاں اغوا برائے تاوان سے کوئی گھر، کوئی سڑک محفوظ نہیں ہے اور سب کے تانے بانے اس حکومت کو جاتے ہیں۔ جس چور کو، جس

kidnapper کو پکڑیں اس کے تانے بانے اس حکومت سے جا کر ملتے ہیں، ان لوگوں سے ملتے ہیں جو اس وقت حکومت کر رہے ہیں۔ Corruption کا یہ حال ہے کہ وہاں جتنے پیسے اب جا رہے ہیں وزیر اعظم صاحب وہ آپ black hole میں پھینک رہے ہیں۔ وہاں حکومت نہیں ہے بلکہ وہاں ایک black hole ہے۔ وہاں آپ جو بھی پیسے بھیج رہے ہیں وہ عام آدمی کو نہیں مل رہے ہیں۔ بلوچستان کے سکولوں میں ٹاٹ نہیں ہیں، ہسپتالوں میں پیراسٹامول نہیں ہے اور یہ وہاں کے تمام وزرا کو تیس، تیس لاکھ اور ایک، ایک کروڑ روپے دے رہے ہیں کہ جاؤ کھاؤ اور آنے والے انتخابات کی تیاری کرو۔

وزیر اعظم صاحب! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اگر اب بھی کچھ کر سکتے ہیں تو بلوچستان کے issue کو صحیح معنوں میں address کرو۔ صرف یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ میں بلوچ بھائیوں کے پاس جانے کے لیے تیار ہوں۔ وہاں کے حالات اس طرح کے نہیں ہیں جیسے کہ اسلام آباد میں ہیں۔ وہاں حالات بہت سنگین ہو چکے ہیں۔ ہم جو ان ایوانوں میں آرہے ہیں، ہمارے نوجوان ہمیں کہہ رہے ہیں کہ آپ وہاں پر کیوں جاتے ہیں؟ ہمارے تمام دوست گواہ ہیں کہ اب تک جتنے ہمارے دوست مارے گئے ہیں اور کسی کے نہیں کیونکہ ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔ خدارا! اس کو سنبھالو اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ معاملات اسی طرح چلیں گے تو یہ غلط سمجھ رہے ہیں۔ اب اگر اس ملک میں جمہوریت de-track ہوئی تو زور آور قوتوں کے ساتھ ساتھ پاکستان پیپلز پارٹی بھی برابر کی مجرم ہو گی کیونکہ آپ جمہوریت کو تحفظ نہیں دے رہے ہیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Acting Chairman: Col. Tahir Mashhadi to represent MQM please.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much Mr. Chairman. On behalf of Muttehida Qaumi Movement, I welcome the honourable Prime Minister. By his presence he has added to the dignity, grace and prestige of this House and I hope that he will be coming more and more because it helps in the great democratic process that we are experiencing in Pakistan today under his dynamic leadership.

We, Muttehida Qaumi Movement, are coalition partners of Shaheed Benazir Bhutto *sahiba*, her party, Pakistan Peoples Party and we are committed to support this Government in its relentless struggle to ameliorate the pitiable condition of the poor, meek

and humble masses of Pakistan. Whatever steps this Government takes, we will fully support them as long as they are pro people and pro public and they have done a lot. It goes to the credit of this Government that they have looked into it and there is a coalition Government, of course, we are with them in every step of their way.

The NFC Award, the 18th Amendment is a great achievement. For 60 odd years nobody even bother to look at this great and crying need of the masses of the smaller provinces and the demand of the smaller provinces. This has been solved by this Government.

Then the women and the lesser privileged segment of society, the Bills that have been passed, the laws that have been enacted to give protection to them. There are matters that will stay there forever but I have just one or two small points. One is that the Cabinet is meeting in Karachi next week. So, I will request the honourable Prime Minister that he is a man of vision, he knows the Karachi has got almost two crores of population and the burning problem, the other problems have been solved by the Federal Government's help and assistance to the large extent and the rests have been done by the Provincial Government but the biggest problem that we have now is of transport and I hope that when he goes next week he will announce a gift for the people of Karachi in the form of the mass transit, that is the burning issue, left over issue of Karachi. This mass transit will solve most of the traffic problems and congestion problems of the Karachi.

The second is, I would like to place on record, the MQM's great appreciation of the bold, strong and courageous stand taken by the Prime Minister, his Cabinet and the Government on the NATO attack issue. It was a drastic attack, it was unwarranted, it is cowardly act; no question of a mistake can be made if anybody has any idea of military

operations of tactics or anything. It was a mistake for which the United States must apologize as the Prime Minister has demanded and we fully support that demand from his side and also the action he has taken by having Shamsi Base vacated. This is a very courageous step which is unprecedented in the history of Pakistan. It has brought the honour, dignity and prestige of Pakistan and the people of Pakistan at the helm and we are grateful to this Government that they are now looking at the self-respect, honour and dignity of the nation as a whole. Our sovereignty, our territorial integrity are matters which are undisputedly of the utmost importance and the honourable Prime Minister must be given credit for the strong stance he has taken and he is still taking on this issue and I appreciate that.

I will add my voice to my colleagues. Balochistan is a burning issue. It must be remembered that "The evil that men do lives after them, the good is oft interred with their bones". All the good that the Government may do, all the good that may be done will be washed away by the behaviour or whatever is the residue of this missing persons issue in Balochistan. That is one which is a burning issue, missing persons issue is something that is not only humanistically requires the Government's immediate attention by virtue of the international law, the human rights and also the dignity of man because after all the dignity of the Baloch is equally important to us as the dignity of the Punjabi, the Sindhi or the Pashtoon and it must be given special attention and this which is happening must come to stop. The people of Balochistan are brave people, they are honourable people. They have their culture. They are strongly rooted in their culture, in their traditions and most of Balochistan is misunderstood. The Tribal area is very small and there is also a Pashtoon population there and the rest of Balochistan is a very very democratic area, the Makran and the Qalat areas, and some of the greatest democrats in Pakistan's history

have come from Balochistan. They have told us what democracy is. They need to be discussed, they need to be taken on board. They need to have the due respect given to them. It costs nothing to give respect to all the people who made up this great nation of ours and the Baloch definitely deserve that and they are to be given this as much as possible. Finally, sir, I urge the Government to take action on the Balochistan issue as much as possible and finally, I will again say that Mutehida Qaumi Movement is committed to this Government as long as it tries to solve the problem of inflation, it tries to solve the problem of the high prices of gas, electricity, it tries to solve the problem of loadshedding and CNG problem and unemployment. These are the things that we need to pay attention now. Instead of going into petty things, instead of going into party politics, let us all unite together under the Prime Minister to solve the problems of the masses which deserve the utmost consideration. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Madam Kulsum Parveen, please take the floor.

(Interruption)

(Followed by T15)

T15-14DEC2011 UR2 SAIFI TIME 0810

Mr. Acting Chairman: Madam Kalsoom perveen please take the floor.

بی این عوامی کو بات کرنے دیں، ورنہ وزیراعظم کا ایک ایک منٹ کم ہو جائے گا۔ ہم نے ان کو بھی سننا ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم کلثوم پروین کو سننے دیں۔ مری صاحب آپ کی باری بھی آئے گی تھوڑا صبر کریں، ابھی سپیکر رہتے ہیں۔ جی میڈم کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! میں آپ کے توسط سے کچھ گزارشات کروں گی۔ مجھ سے پہلے میرے بلوچستان کے بھائی جو کچھ کہہ چکے ہیں یقیناً میری بھی وہی سوچ ہے، وہی آواز ہے۔ میں بھی وہی کچھ کہنا چاہتی ہوں جو کچھ انہوں نے کہا ہے۔

میں زیادہ باتیں نہیں کروں گی تا کہ باقی لوگوں کو موقع مل سکے۔ ڈاکٹر مالک صاحب نے، بگٹی صاحب نے جو کچھ کہا ہے یقیناً جو بات بلوچستان کے scenario میں کی ہے، یہ بالکل درست ہے۔ ایک طرف لاشیں ہیں دوسری طرف اغوا برائے تاوان کی وارداتیں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں۔ مجھے نہیں سمجھ آرہا کہ اس کو کس طریقے سے کنٹرول کیا جائے گا۔ جناب وزیراعظم صاحب آپ نے حقوق بلوچستان کا بڑے خوشگوار طریقے سے آغاز کیا تھا۔ مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ چند ہزار نوکریاں تو ضرور ملیں مگر اس کے ساتھ ہی جو missing persons اور لوگوں کی جو لاشیں ملیں اس کے کالے سائے نے ان تمام اچھائیوں پر پردہ ڈال دیا۔ جناب والا! میری گزارش ہے کہ کل بھی ہم جسٹس جاوید اقبال صاحب سے ملے۔ ان کی جو رپورٹ آئی ہے اس رپورٹ کی روشنی میں آپ سے درخواست ہے کہ آپ کے توسط سے اس پر عملدرآمد کیا جائے۔ جناب وزیراعظم پاکستان! میں سمجھتی ہوں کہ بہت برے حالات ہیں لیکن جس طریقے سے آپ نے بون کانفرنس میں نہ جا کر، نیٹو سپلائی کو روک کر، شمسی air base خالی کروا کر، جہاں ہمارے فوجی جوان شہید ہوئے ہیں ان تمام چیزوں پر stand لیا ہے اس پر آپ کا پوری قوم نے ساتھ دیا ہے، ساری سول سوسائٹی نے ساتھ دیا ہے، پوری پارلیمنٹ آپ کی حمایت کرتی ہے۔ یقیناً! ان برے حالات میں اس طریقے سے stand لینا بہت بڑی بات ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جمہوری قوم ہی یہ سب کچھ کر سکتی ہے۔ آپ نے جو عمل کیا ہے اس کے لیے ہم آپ کو appreciate کرتے ہیں اور آپ کی حکومت کو بھی۔ آئندہ جو فیصلے کریں گے، آپ نے جو کانفرنس سفیروں کی بلائی ہے آپ پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیں گے کہ آپ نے خارجہ پالیسی کیا ترتیب دی ہے۔

جناب وزیراعظم صاحب! میں یہ بھی کہوں گی کہ جتنی بھی activity ہے، جو کچھ بھی آپ نے کیا ہے اس میں ہمارے فوجی جوانوں کا، شہیدوں کا، خون شامل ہے۔ یقیناً ہم ان کے لیے دعا گو ہیں، آپ کے لیے بھی ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ کرے کہ آپ کی حکومت کی جو مدت رہ گئی ہے، جو کام آپ سے نہیں ہو سکے ان کاموں کو سرانجام دیں۔ آخری بات میں آپ کہنا چاہتی ہوں کہ فیڈرل سروسز میں ہمارا ایک بھی وفاقی سیکرٹری نہیں ہے۔ اگر آپ کا کوئی سیکرٹری نوٹ کر رہا ہے تو نوٹ کر لیں کہ بلوچستان کا کوئی بھی فیڈرل سیکرٹری نہیں ہے۔ یہ ایک ناانصافی والی بات ہے، ہم پھر یہی کہیں گے کہ حقوق بلوچستان package کہاں گیا جہاں ہم سے بہت وعدے کئے گئے تھے۔ آج عملدرآمد کا وقت ہے، آپ وزیراعظم پاکستان ہیں۔ الحمدللہ آپ نے بہت اچھے کام کئے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آپ آئندہ بھی پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیتے ہوئے، جمہوری روایات کو قائم رکھتے ہوئے، ان کاموں پر عملدرآمد کریں گے اور اپنی سربراہی میں مکمل

کریں گے۔ جناب والا! پورا بلوچستان اس وقت لہولہان ہے اس کے لیے بھی آپ کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے، جو بھی آپ سے ممکن ہو سکے وہ بلوچستان کے لیے کریں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی مری صاحب۔

سینیٹر میر محبت خان مری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! کہ آپ نے مجھے وقت دیا، میں وزیراعظم کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بلوچستان کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ جس طرح میرے بھائیوں نے کہا کہ بلوچستان اس وقت جل رہا ہے، بڑے عرصے سے جل رہا ہے، ہم بار بار کہتے رہے، وزیراعظم صاحب سے ہم نے گزارشیں کی۔ سب سے کہتے رہے کہ بلوچستان کی اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ پاکستان کا جھنڈا اس وقت وہاں پر کوئی نہیں لہرا سکتا۔ بچے سکولوں میں قومی ترانہ نہیں گا سکتے۔ جس صوبے کا یہ حال ہو، کرپشن کا حال جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا وہ تو اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ وہاں پر پینسٹھ پینسٹھ وزیر ہیں، وہ جس طرح لوٹ رہے ہیں وہ سب کو معلوم ہے، وہ بے شک لوٹیں، یہیں سے لوٹیں، یہی لوگ لے جائیں، ہمیں کوئی پروہ نہیں ہے۔ میری وزیراعظم صاحب سے یہی گزارش ہے کہ خدارا ہمیں آپ سے کوئی فنڈ نہیں چاہیے، نہ کوئی پیسے چاہیے، نہ کوئی نوکری چاہیے ہمارے بچے بم دھماکوں میں، راکٹ لانچروں میں، بارودی سرنگوں سے ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے، خدارا ہمیں اس سے بچایا جائے۔ ہمیں اس وجہ سے مارا جا رہا ہے کیونکہ ہم پاکستان کا نام لیتے ہیں، ہم پاکستان زندہ باد بولنے والے لوگوں میں سے ہیں۔ ہم بولتے رہیں گے وہ جتنا ظلم کرنا چاہیں، جس جس کو بھی مارنا چاہیں ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم پاکستان زندہ باد بولیں گے۔ اب بات یہ رہ گئی کہ کسی کو نہیں پتا کہ کرنے والا کون ہے؟ جناب وزیراعظم صاحب آج میں شف شف نہیں بولوں گا، آج میں شفتالو بولوں گا۔ خدا کی قسم آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ کرنے والے، لندن میں بیٹھ کر، ان کا والد کراچی میں بیٹھ کر، خیر بخش مری اس کا نام ہے، ہربیار اس کا بیٹا ہے، BBC ریڈیو سے آزادی کا اعلان کرتا ہے۔ ہم بلوچستان کا آئین بنا رہے ہیں، خود اعلان کرتے ہیں، یہ سب کچھ ٹی وی پر آرہا ہے، ریڈیو پر آرہا ہے آپ لوگ نہیں سن رہے۔ اگر آپ لوگوں سے ہماری جان و مال کی حفاظت نہیں ہو سکتی پھر خدا کے لیے وزیراعظم صاحب ہمیں چھٹی دے دیں، پھر ہم جانیں یا وہ جانیں۔ اگر وہ زور آور ہوئے تو وہ رہیں گے، اگر ہم زور آور ہوئے تو ہم رہیں گے۔ 95% بلوچستان کے لوگ پاکستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ پاکستان زندہ باد بولنے والے لوگ ہیں۔ ہمیں کوئی فنڈ نہیں چاہیے۔ جس طرح لاشیں گر رہی ہیں، مسخ شدہ لاشیں آرہی ہیں وہ بھی اسی شخص کا شاخسانہ ہے۔ پولیس کے سپاہیوں کو، ایف سی کے جوانوں کو اسی طرح مارا جاتا ہے، وہ بھی بلوچستان کے ہیں۔ اگر یہ

کارروائی نہیں کریں گے، اگر ایجنسیوں کی بات ہے، پاکستان آرمی کی بات ہے تو پاکستان آرمی پہلے مسخ شدہ لاشیں کیوں نہیں پھینکتے تھے۔ یہ مارنے والے خیر بخش اور اس کے حواری ہیں، وہی لوگ مارنے والے ہیں، وہی آزادی کی بات کرنے والے ہیں۔ میں آپ کے آج گوش گزار کر رہا ہوں کہ خدارا ہمارے بچوں کی جان کی حفاظت کرنا، آپ کی ذمہ داری بنتی ہے۔ وزیر اعظم صاحب اگر اس وقت آپ نے نہیں کیا تو یہ میرا وعدہ ہے کہ اگلے جہاں میں، میں اللہ کے سامنے آپ کے پاس آؤں گا اور کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ وزیر اعظم ہوتے ہوئے یہ ان کی ذمہ داری بنتی تھی کہ ہمارے بچوں کے جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں، ہماری جان و مال کی حفاظت کیوں نہیں کرتے۔ وہاں پر پاکستان کا نام لینے والا کوئی نہیں ہے۔ یہ کیسی حکومت ہے، اس کو میں کیا کہوں۔ اس کو ہم حکومت نہیں کہہ سکتے۔ بابر اعوان صاحب وہاں پر جاتے رہتے ہیں ان کو اخبار میں خبر چاہیے ہوتی ہے، ٹی وی پر اپنا نام سننا چاہتے ہیں۔ وہ بے شک اسلام آباد میں کریں، خدا کے لیے ہمارے زخموں پر نمک نہ چھڑکیں۔ ہم اور برداشت نہیں کر سکتے، کسی کو بھی نہیں کریں گے۔ ہمیں آپ کی حکومت نہیں چاہیے، ہمیں آپ کی وزارت نہیں چاہیے، ہمیں آپ کا فنڈ نہیں چاہیے، اپنی جان و مال کی حفاظت ہمارا حق بنتا ہے۔ اس ایوان کے تمام بہنوں اور بھائیوں سے ہماری گزارش ہے کہ ہمارے معصوم بچوں کی حفاظت کی جائے، بارودی سرنگوں پر چڑھ کر ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کے جسموں کے ٹکڑے چھ دن بعد ان کے والدین کو ملتے ہیں۔ خدا کے لیے آپ بھی والدین ہیں، آپ کے اسی طرح کے بچے ہیں جس طرح ہمارے ہیں۔ میری یہی آپ سے گزارش ہے بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: حاصل بزنجو صاحب ایک منٹ کے لیے please input دیں کیونکہ وزیر اعظم صاحب نے جانا ہے۔ سلیم سیف اللہ صاحب آپ اٹھ کر چلے گئے تھے میں نے کہا کہ آپ نے تقریر نہیں کرنی۔ جی حاصل بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: مجھے بالکل کوئی تقریر نہیں کرنی، میں آپ کے توسط سے اور پورے ہاؤس کی اور خاص طور پر وزیر اعظم صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ایک بہت ہی اہم پراجیکٹ جو ریکوڈک پراجیکٹ ہے وہ multi billion dollar کا پراجیکٹ ہے جس سے بلوچستان اور پاکستان کی معیشت ایک نئی شکل اختیار کر سکتی ہے۔ اس وقت ریکوڈک کے کیس کو مرکز کی اور ہمارے صوبے کی عدم توجہ کی وجہ سے ------ جاری ہے -------

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو:(جاری) اس وقت ریکوڈک کیس میں مرکز اور ہمارے صوبے کی بے توجہی کی وجہ سے آج وہ کمپنی arbitration کے لیے انٹرنیشنل کورٹ میں گئی ہے۔ جس دن وہ کیس کورٹ میں داخل ہو گیا تو آپ کا ریکوڈک، کالا باغ ڈیم کی مثال بنے گا جو ابھی تک نہیں بنا۔ ریکوڈک ہمیشہ کے لیے رہ جائے گا، پھر نہ آپ کام کریں گے اور نہ کوئی دوسری کمپنی آئے گی۔ خدارا! اتنے بڑے اہم پروجیکٹ پر، جس سے پورے پاکستان کی economy reshape ہوتی ہے، کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ اس کو بالکل مذاق سمجھا گیا ہے۔ اگر یہ پروجیکٹ فیل ہو جاتا ہے اور وہ انٹرنیشنل کورٹ میں چلے جاتے ہیں تو پھر آپ پچاس سال تک ریکوڈک کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ خدارا! اس مسئلے کو address کریں۔ اس مسئلے کو لے لیں اور اسے حل کریں ورنہ اس ملک کو اس کا اتنا بڑا نقصان ہو گا کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ بہت بہت شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Saleem Saifullah Khan sahib! Please take the floor.

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! وہ کہتے ہیں، جہاں ستیاناس وہاں سوا ستیاناس۔ دو چار منٹ میں بھی اظہار خیال کر لوں گا۔ دوستوں نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں۔ مجھے یاد ہے، ایک مرتبہ دہلی میں ایک کانفرنس تھی اور جو ہمارا روایتی طریقہ ہے، اس وقت ان کے وزیر اعظم شاید ڈیسائی صاحب تھے۔ وہ آئے تو ہر تقریر فرمانے والا کہتا تھا کہ اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود آپ تشریف لائے تو آخر انہوں نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ بطور وزیر اعظم یہ میرا فرض بنتا ہے کہ میں ایسی کانفرنسوں میں شریک ہوں۔ آپ نے کیوں اتنا وقت ضائع کیا میری اتنی گونا گوں مصروفیات کا ذکر کرتے ہوئے۔ میرے خیال میں وزیر اعظم کے فرائض میں یہ شامل ہے، خاص کر یہ ایوان بالا ہے۔ دونوں ایوانوں میں ان کی شمولیت ضروری ہے۔ افسوس اس پر ہے کہ کابینہ کے اراکین شاید نماز فجر کے بعد سوتے نہیں ہیں، اس لیے اس وقت سب سو رہے ہیں۔ پہلے تو کم از کم ایک دو بیٹھے تھے، اب کوئی نظر نہیں آ رہا۔ جناب وزیر اعظم! اس کا بھی آپ کو سختی سے نوٹس لینا چاہیے کہ جب پرائم منسٹر تشریف فرما ہوں تو اس وقت وہ موجود ہوں۔ پروفیسر خورشید اور میں مارچ ۱۹۸۵ء میں الحمد للہ سینیٹ کے ممبر منتخب ہوئے تھے۔ میں اور گیلانی صاحب، محمد خان جونیجو کی کابینہ میں اکٹھے بھی رہے ہیں۔ میں کوئی زیادہ لمبی بات نہیں کرنا چاہتا۔ باتیں تو بہت ہیں۔ اگر میں شروع ہو جاؤں تو بلوچستان، اپنے صوبے خیبر پختونخوا، فاٹا، پنجاب، سندھ پر بات کروں لیکن اس وقت ہر پاکستانی کی بنیادی پریشانی ہماری معیشت ہے۔ اس وقت ہمیں، خاص

کر حکومت وقت اور ٹیم کے کپتان وزیر اعظم کو اس پر زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ جناب چیئرمین! جب ایک روپے کی devaluation ہوتی ہے، اس سے آپ کا قرض ساٹھ ارب روپے بڑھ جاتا ہے۔ اگر ڈالر پہلے ۸۸ روپے کا تھا اور آج ڈالر ۹۰ روپے پر آگیا ہے تو دو روپے بڑھنے سے ایک سو بیس ارب روپے کا اضافی بوجھ اس ملک پر آگیا۔ ہمارے ہاں ایک مسئلہ سود کا ہے۔ لیڈر آف دی اپوزیشن مولانا صاحب سے بھی میں گزارش کروں گا کہ سود تو ویسے بھی منع ہے لیکن سود در سود جو اس ملک میں ہے اور سب سے بڑی مقروض تو حکومت وقت ہے۔ اگر آپ interest rate کم کریں گے تو سب سے زیادہ فائدہ حکومت وقت کو پہنچے گا اور حکومت پر بوجھ کم ہو گا۔ آپ دیکھیں آج امریکہ میں سود نہیں ہے۔ آج برطانیہ میں سود نہیں ہے۔ آج یورپ میں سود نہیں ہے۔ ہم سنتے ہیں کہ ہمارے ہاں inflation ہے، گرانی ہے۔ گرانی کی اور بھی وجوہات ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بجلی نہیں ہے۔ گیس نہیں ہے۔ کارخانے بند ہیں۔ میں اس پر اور بھی بول سکتا ہوں لیکن جناب وزیر اعظم سے میری صرف یہی درخواست ہے۔ ہمارے ہاں یہاں پاکستان میں کچھ خوشامدی ہیں جو کہتے ہیں کہ سب کچھ ٹھیک ہے۔ سب کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ خدارا! خاص طور پر معیشت پر توجہ دیں۔ اس وقت آپ کی معیشت کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اس کی طرف خدارا توجہ دیں تاکہ ہم معاشی طور پر بہتر ہو سکیں، خاص کر غریب طبقہ جو گرانی اور بیروزگاری کے بوجھ تلے دب رہا ہے، اس کو امید کی کرن نظر آئے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ میری گزارش ہے۔ وزیر اعظم صاحب کے ساتھ commitment تھی۔ میں نے پہلے ہی آدھ گھنٹہ overshoot کر لیا ہے۔ اب محبت خان اپنی پارٹی کی طرف سے بولیں گے۔ پرائم منسٹر صاحب میں اتنا حوصلہ صبر ہے۔ وہ accommodate کر لیتے ہیں ظفر علی شاہ صاحب۔ ایک منٹ پلیز، آپ میری مدد کریں کیونکہ آپ کے Leader of the Parliamentary Group بات کر چکے ہیں۔ ظفر علی شاہ صاحب کو مائیک دیجیے۔ اگر ہر ایک بولنے لگے تو پھر یہ نامکمل ہونے والی debate بن جائے گی۔ جی ظفر علی شاہ صاحب کو بولنے دیجیے پھر طلحہ صاحب! میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ جیسے میں نے کہا ہے کہ میں کوئی تقریر نہیں کرنا چاہتا چونکہ پچھلے چار سال سے حزب اقتدار کی سنہری تقریریں اور حزب اختلاف کی زہریلی تقریریں پاکستان کے عوام سن رہے ہیں۔ نہ زہریلی تقریروں نے ان پر کوئی اثر کیا ہے اور نہ ان کی سنہری تقریروں نے پاکستان کے عوام کو کوئی چیز دی ہے۔ میں صرف ایک نکتے کی جانب توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ پچھلے پچیس دنوں سے جڑواں شہروں، راولپنڈی اسلام آباد میں اور، چھوٹے سب سیکٹروں، فلیٹس، محلوں میں سوئی گیس کا ایک شعلہ

بھی نہیں جل رہا۔ میں نہانے کے لیے گیزر کے استعمال کی گیس نہیں مانگ رہا۔ میں آگ تاپنے کے لیے نہیں مانگ رہا۔ بچے صبح بغیر ناشتہ کیے سکولوں میں جاتے ہیں۔ ان کے اپنے ملازمین سیکرٹریٹ میں بغیر ناشتہ کیے آتے ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے جناب وزیراعظم صاحب کی خدمت میں دست بدستہ عرض ہے کہ ان کی زبان ہلے گی، ان کا قلم حرکت کرے گا اور کم از کم راولپنڈی اسلام آباد کی خواتین سکھ کا سانس لیں گی کہ وہ ناشتہ بنا کر اپنے بچوں کو سکول بھیج سکیں یا اپنے شوہروں کو دفاتر بھیج سکیں تاکہ وہ دن میں کام کر سکیں۔ میری صرف اتنی استدعا تھی۔ میں نے تقریر نہیں کرنی تھی۔ راجہ ظفرالحق صاحب نے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی نمائندگی کر دی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہی میں چاہتا ہوں کہ پارٹی ڈسپلن کے مطابق چلیں۔ طلحہ محمود صاحب! پرائم منسٹر صاحب کے نوٹس میں لائیں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب! میں شکر گزار ہوں۔ میں نے یہاں یہ سیکھا ہے کہ زورآور کو ہی موقع ملتا ہے، باقیوں کو لفٹ نہیں ملتی۔ بہرحال میں ایک بات کہتا ہوں کہ اس وقت نیٹو سپلائی، چوبیس جوانوں کے شہید ہونے کی وجہ سے بند کی گئی اور اس سے پہلے بھی ایک واقعہ ہوا اور اس کے علاوہ بھی معلوم نہیں کتنے واقعات ہو چکے ہیں۔ میں ایک comparison دینا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! بڑے غور سے سنیے گا۔ یہ پاکستان کے عوام کو آپ کا ایک message جا رہا ہے بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو آپ کا یہ message جا رہا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی، جس نے کسی امریکی فوجی کو زخمی نہیں کیا، جس پر صرف charge تھا کہ اس نے بندوق اٹھائی ہے، اس کو چھیاسی سال کی سزا دے کر انہوں نے پاکستانیوں کو کیا پیغام دیا ہے؟ آج ہمارے یہ جوان یہاں پر مر رہے ہیں، جس طریقے سے ہم لوگوں کو روندا جا رہا ہے۔ یہ کیا comparison ہے کہ آج ہم کہہ رہے ہیں آپ صرف ہم سے معافی مانگ لیں؟ جناب چیئرمین! آپ اس چیز کو consideration میں لائیں۔ اگر آپ نے ان کی نیٹو سپلائی بحال کرنی ہے تو پاکستانی خاتون، پاکستانی عوام کو آپ کا یہ ایک message جائے گا۔ آپ یہ condition رکھیں۔ میرے علم یا میری اطلاعات کے مطابق ان لوگوں کو جو اسے آزاد کر سکتے تھے، صحیح طریقے سے pursue نہیں کیا گیا۔ پرائم منسٹر صاحب بڑا دردمند دل رکھتے ہیں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اس issue کے حوالے سے یہ بہت touchy بھی رہے ہیں تو میں اس بات کی یاددہانی کرانا چاہتا ہوں کیونکہ یہ معاملہ شاید چھ آٹھ ماہ پرانا ہو چکا ہے، آپ کے ذہن سے نکل گیا ہو گا۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ آپ اس issue کو raise کریں۔ اگر ریمنڈ ڈیوس دو

آدمیوں کو قتل کر کے یہاں سے جا سکتا ہے اور باقی جو ہمیں messages مل رہے ہیں، اگر اس قسم کے کام یہاں پر ہو سکتے ہیں اور ہم اپنے لوگوں کے لیے نہیں کر سکتے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے علاوہ ان کی جیلوں میں ہمارے جو پاکستانی قید ہیں، ان کے حوالے سے بھی دیکھیں۔ بہت بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گا۔

(آگے b17)

T17-14DEC11 ZAFAR/Ed. Mubashir UR6 830 PM

جناب قائم مقام چیئرمین:.Thank you. Sabir Baloch *Sahib*, please take the floorاس کے بعد وزیر اعظم صاحب کو بھی سننے دیں۔Prime Minister *Sahib* کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے کہیں ضروری جانا ہے۔ Prime Minister *Sahib* وہ کہہ رہے ہیں، کچھ ضروری تھا، آپ بعد میں مجھ سے پوچھ لیجیے گا کہ میں نے کیوں interrupt کیا۔ انہوں نے آٹھ بجے جانا تھا، میں نے آدھا گھنٹہ over shoot کرایا ہے۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: جناب! میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ ٹیوب ویلوں پر جو سبسڈی ختم کی گئی ہے اس کے بعد کاشتکاروں میں بہت بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ جناب وزیر اعظم صاحب----

جناب قائم مقام چیئرمین: ضرور بات کریں گے، وہ خود زمیندار ہیں۔

سید یوسف رضا گیلانی (وزیر اعظم): جناب چیئرمین! سب سے پہلے میرا focus ہو گا،،، یہ بالکل درست ہے کہ ہم National Assembly میں بیٹھے ہیں لیکن سینیٹ کا اجلاس ہے۔ ہم اتنی ہی اہمیت،،،، according to the Article 91(VI) of the Constitution the Prime Minister, the Minister and the Minister of States are answerable to both the Houses of the Parliament. یہاں جو importance to the Parliament کا ذکر کیا گیا، اس amendment سے قبل اور بعد میں بھی I had been regularly attending the Parliament sessions. May be in National Assembly I hardly missed any of my session, any of my sitting. مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی miss کیا ہو۔ کبھی کبھی session simultaneously ہو جاتے ہیں تو I give the directions to the

Cabinet, to all the ministers کہ جس دن ان کا business ہو، they should be present in the House, whether it is Senate or National Assembly.

میں آپ سے یہ گزارش بھی کرنا چاہ رہا ہوں یہاں پر بہت سے اراکین پارلیمنٹ اور سلیم سیف اللہ صاحب نے ذکر کیا کہ he is member since 1985 and he was minister with me in the Junejo's Cabinet. We were colleagues together. May be he is considered to be the senior most. I don't know whether somebody is more senior than him. باقی بھی ہوں گے لیکن میں ان سے گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ آپ مجھے بتائیں کہ یہاں اس House میں other than the Prime Minister, ministers, minister of states, کبھی Army Chiefs, Joint Chief, Services Chief, DG ISI پیش ہوئے ہیں؟ آپ سوچ کر بتا سکتے ہیں I give you time. This is for the first time that we made them answerable here to the Parliament. آپ جس پارلیمنٹ کو کبھی کبھی غصے میں rubber stamp کہتے ہیں، وہ اس پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہوئے ہیں۔ خواہ وہ joint session, in camera briefing ہو، parliamentary party heads ہوں، انہوں نے سب کو brief کیا ہے اور to all issues, they are answerable to the parliament.

آپ نے ذکر کیا کہ نیٹو کے بارے میں brief کریں چونکہ policy statement تھا، میں نے ابھی اس پر پورا brief دیکھنا ہے اور میں نے کل National Assembly میں بات کرنی تھی مگر since you have raised this issue here about NATO تو میں آپ کو یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ OBL incident کے بعد جب Joint Session of the Parliament ہوا تھا، آپ کے جو resolutions تھے، آپ ہمیشہ ذکر کرتے ہیں کہ ان resolutions کا احترام ہونا چاہیے۔ ان resolutions اور on resolution of Parliamentary Committee on National Security کے مطابق آپ نے دیکھا کہ جب آپ نے pass کیا، یہ incident late night ہوا تو same day the DCC was called and on the same day two important decisions were taken that NATO supplies بند کر دی جائیں اور Shamsi Base should be vacated within two weeks. میں ان students کو نہیں جو اس وقت آپ کی proceedings witness کر رہے ہیں مگر آپ سے کہوں گا کہ آپ کی age group کے جو ساتھی بھی یہاں ہیں، آپ نے کبھی سنا کہ اس قسم کا decision لیا ہو؟ میں نے اپنی زندگی

میں بھی نہیں دیکھا کہ آپ کا اس قسم کا غیر تمندانہ، جرا تمندانہ courageous decision عوامی امنگوں، پارلیمنٹ اور All Parties Conference کے resolutions کے مطابق کبھی ہوا ہو؟ Do not during my life time. اس لیے give the dabble it is due. اس لیے ہم نے the next day, Cabinet میں نہ صرف endorse کرایا بلکہ یہ بھی کہا کہ ہم احتجاجاً Bonn Conference میں شرکت نہیں کریں گے۔ کون سا پریشر نہیں آیا ہو گا؟ آپ کو یہ بھی یاد ہونا چاہیے، آپ اس august House کے رکن رہ چکے ہیں، with one telephone call, you accepted everything. With all the might you accepted everything. اس وقت تو کسی نے بات نہیں کی کہ کیا ہوا۔ ہم پر تو بہت سے pressures آئے مگر ہمارے لیے national interest is supreme اور ہم نے ملک کی sovereignty خود مختاری، اس کی dignity and honour کے لیے یہ stand لیا ہے۔ اٹھارہ کروڑ عوام اس issue پر united ہے۔ ہم نے قوم کو اکٹھا کیا خواہ وہ OBL incident ہو یا NATO کا incident ہو۔ ان کا جب threat آیا تھا تو میں نے All Parties Conference بلائی تھی۔ Unanimous resolution pass ہوا تھا، لوگ کہتے تھے کہ Prime Minister نے تمام political parties کو بلا کر it is a double edge weapon بہت غلطی کی ہے but I took the risk in the interest of my country اور unanimous resolution pass ہوا۔ آج مجھے بتائیں کہ کیا we respected the resolution or we have not respected the resolution? We have respected the resolution.

میں نے یہ بھی سنا کہ یہ چند ہفتوں کے لیے ہے۔ اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ I have referred this matter not to any other forum but to the Parliamentary Committee on National Security. The matter is before you. You have to take a decision not I have to take the decision. آپ کی recommendations آنی ہیں اور میں آپ کو بتانا چاہ رہا ہوں کہ اب پاکستان کے فیصلے اس ایوان کے علاوہ نہیں ہوں گے، پارلیمنٹ ہی فیصلے کرے گی۔ جو فیصلے ہوں گے، جو ہماری policies ہوں گی خواہ امریکہ سے تعلقات ہوں، NATO, ISAF کے ساتھ تعلقات ہوں، ہندوستان، افغانستان، کشمیر یا nuclear policy ہو، وہ یہاں بنیں گی۔ کہیں اور نہیں بنیں گی۔ اس لیے now the matter is up

recommendations یہیں to the Parliament to take a decision. recommendation آئیں گی اور آپ نے ان recommendations کے مطابق کام کرنا ہے۔

یہاں memo کے بارے میں کہا گیا، میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو memo ہے، floor of the House پر Leader of the Opposition نے اس کو raise کیا اور جب انہوں نے raise کیا تو میں نے ان کو respond کیا اور میں نے کہا کہ nobody should be condemned unheard. I will summon the Ambassador and I summoned him. He will be given the chance for the explanation to the leadership of this country and we have given the chance. میں نے ان سے استعفیٰ لیا اور کہا کہ چونکہ ملک میں اس قسم کی فضا بن گئی ہے for a fair trial, I want that you should give resignation. Not alone, in the presence of President of Pakistan, Army Chief, DG ISI I got his resignation. I picked up the telephone.....

--جاری ----

T18−14DEC2011−−−ASHFAQ/ED.ALTAF−−−UR5−−−8.40PM

جاری---------جناب وزیراعظم پاکستان---

I picked up the telephone, I called the Chairman of Parliamentary Committee on National Security that I have referred the matter to you, now you take a decision. اس کے بعد after referring it to the Parliamentary Committee on National Security, it was also taken to the Supreme Court. I have no objection but one thing I tell you جو میں آج آپ کو کہنا چاہتا ہوں کہ it is a conspiracy, it is a conspiracy against the Parliament because the President is the part of the Parliament, the President, the Senate, and the National Assembly تینوں ملیں گے تو Parliament بنے گا۔ اب میمو کا معاملہ ہے کہ ایک وہ شخصیت جس کی کوئی ساکھ نہیں ہے جس کی کوئی وقعت نہیں ہے جس کا کوئی background نہیں ہے، except that who had been writing articles against the institutions, against the law and enforcement agencies, against the establishment and against everybody. آج اس

آدمی کی credibility بنا کے جو پاکستان کا citizen نہیں ہے، آپ اس کے میمو کو court میں لے کر جا رہے ہیں کہ آپ prove کریں، آیا یہ میمو کس شخصیت نے لکھوایا ہے، اب آپ اس کا مقصد خود سمجھ لیں۔

ابھی راجہ ظفرالحق صاحب نے کہا کہ ہمارے forefathers, مجھے باقیوں کا پتا نہیں ہے، ان کا پاکستان بنانے میں ہاتھ تھا اور وہ جیلوں میں بھی رہے، انہوں نے صعوبتیں بھی جھیلیں، ان کے قرارداد پر دستخط بھی تھے۔ ہم آج کس سے certificate لیں کہ ہم حب وطن ہیں یا نہیں ہیں، اگر ہم نے حب وطنی کا certificate کسی اور سے لینا ہے تو اس سے بہتر ہے کہ ہم politics میں بھی نہ ہوں۔ میں آپ کو بتاؤں کہ this is a conspiracy against the Parliament اور اس پر what do they want to achieve, what do they want to prove? سہروردی صاحب told my father کہ مخدوم صاحب مجھے دیوار کے ساتھ لگایا جا رہا ہے، میری پارٹی کی second tier of leadership جو ہے، وہ پاکستان کے حق میں نہیں ہے، ملک ٹوٹ جائے گا اور ہم نے اس کی بات نہیں مانی، اس کو دیوار کے ساتھ لگایا گیا اور آپ نے دیکھا کہ پاکستان ٹوٹ گیا، second tier of leadership شیخ مجیب الرحمٰن صاحب تھے۔

میں اس لیے آپ سے گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ یہاں پر مولانا مودودی کو traitor کہا گیا، ولی خان کو بھی کہا گیا اور یہاں پر بگٹی صاحب کو بھی کہا گیا۔ یہ روش ختم ہونی چاہیے کہ آپ کسی کو غداری کا title دیں، یہ غداری کا title اس ملک کے لیے نہیں ہونا چاہیے۔ خدانخواستہ اگر ایسا ہوا تو خدانخواستہ، خدانخواستہ اس ملک کا وہ انجام نہ ہو جو پہلے ہوا ہے۔ اس لیے میں آپ کو بتانا چاہ رہا ہوں، میمو کے لیے ہے کہ میں نے اس وقت ایک commitment on the floor of the House کر دی ہے۔ I have called him, he has resigned, کہا جاتا تھا کہ وہ نہیں آئے گا، وہ تو آ گیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر President کی health کا کہا گیا، again I will say that the President is the part of the Parliament. جناب چیئرمین صاحب! آپ بھی بیمار ہو سکتے ہیں، میں بھی بیمار ہو سکتا ہوں، آپ میں سے کوئی بھی بیمار ہو سکتا ہے اور ہوئے بھی ہیں، he is a normal human being, وہ بھی بیمار ہو گئے ہیں۔ اب بیمار ہونا کوئی گناہ نہیں ہے، بیمار ہونا کوئی سزا نہیں ہے، وہ بیمار ہو گئے ہیں۔ اس honourable House میں ایک ایسے honourable member ہیں، میں جن کا نام نہیں لینا چاہتا، he is in touch with Mansoor from United States, I don't want to take his name, I have proofs, I know the person who is in touch and that is the conspiracy

کہ کسی نہ کسی form میں میمو میں یا health کے issue پر ان پر کوئی الزام ہونا چاہیے۔ وہ بیمار ہوئے اور ان کو we wanted to shift him to PIMS hospital اور آپ کو یاد ہو گا، you are witness, PIMS hospital میں ان کے والد بیمار تھے، he was on ventilator, he was there for more than one and a half month. President صاحب نے visit کیا کی، نہیں کی کیونکہ ان کو life threat تھی اور وہ لوگ پکڑے گئے تھے جنہوں نے ان پر attack کرنا تھا، that was the reason, he didn't want to go to the PIMS, he didn't want to go to any hospital of Pakistan because of the life threat. We persuaded him, we convinced him and his family convinced him to go to Dubai. آپ مجھے بتائیں کہ ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ he is improving. یہاں پر ہر قسم کی اور باتیں چل رہی ہیں تو میرا خیال ہے کہ ہمیں کچھ اللہ سے بھی ڈرنا چاہیے کہ ایسی باتیں نہ کریں جو انسانیت کے بھی خلاف ہوں۔

یہاں پر democracy کی بات کی گئی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ Government رہے یا نہ رہے، ملک رہے گا، میں آپ کو ایک چیز بتا دوں، ملک رہے گا، اگر آئین کی پاسداری ہو گی، آئین کے مطابق چلیں گے تو ملک مضبوط رہے گا، اگر آئین سے انحراف ہوا تو اس پر میں پھر وہی کہوں گا کہ بہت سے خطرات ہیں۔ مجھے کوئی سروکار نہیں، I am the democratically elected longest serving Prime Minister of Pakistan, I don't care. میں اس کے لیے یہ care کرتا ہوں کہ اگر میں نہ ہوں تو آپ ضرور ہوں۔ میں ادھر بیٹھ سکتا ہوں، آپ ادھر آسکتے ہیں، اگر یہ مجھے guarantee دیں تو مجھے کوئی ڈر نہیں ہے، مگر یہ پارلیمنٹ رہنا چاہیے، the Parliament should complete its tenure, not the Government, not the Prime Minister, we are not interested, we would feel better even sitting in the Opposition, there is an opposition. یہاں پر کہا گیا ہے کہ آپ نے بہت sacrifices دی ہیں، بہت سی sacrifices ہوئی ہیں، ہم نے sacrifices دی ہیں اور آپ نے بھی دی ہیں۔ ہم نے بھی جیلیں کاٹی ہیں اور آپ نے بھی کاٹی ہیں، ہم نے جلاوطنی دیکھی ہے اور آپ نے بھی دیکھی ہے، ہم نے صعوبتیں برداشت کی ہیں، آپ نے بھی کی ہیں۔ ہم نے شہادتیں بھی دیکھی ہیں، وہ وزیراعظم بننے کے لیے نہیں تھیں، اگر بھٹو صاحب نے اپنی جان کا نذرانہ دیا، وہ وزیراعظم نہیں بننا چاہتے تھے، اگر محترمہ نے جان کا نذرانہ دیا، مگر ان کو کئی دفعہ وزیراعظم بننے کی offers ہوئیں but

they are on their own terms and conditions, اس ملک میں جمہوریت ہونی چاہیے۔ جمہوریت کے بغیر میں آپ کو بتانا

چاہ رہا ہوں کہ پارلیمنٹ، میڈیا، سول سوسائٹی اور پوری دنیا, will not accept dictatorship in the country, اس لیے we

want democracy in the country. اس کے علاوہ..... today the debate was on Balochistan specifically

آگے------------- T19

T19−14DEC2011 FURQAN[ED.ZAFAR] 8.50PM ER8

جناب وزیر اعظم پاکستان (جاری): اس کے علاوہ today the debate was on Balochistan specifically. We have already constituted a Committee from this House headed by Syed Khurshid Shah *sahib*. He is here, he has headed it only for the law and order, for the missing persons and what happening in Balochistan and to probe into the affairs of Balochistan. اور میں ان سے کہوں گا کہ آپ تمام کو confidence میں لے کر آگے چلیں۔ میں آپ کو assure کرنا چاہتا ہوں کہ جب army government in power ہوتی ہے تو اس وقت بہت سی کوتاہیاں نظر آتی ہیں اور جب in power نہ ہو تو پھر پتا چلتا ہے کہ کچھ کام ہوئے تھے۔ آغاز حقوق بلوچستان جو رضا ربانی صاحب کی سربراہی میں تھی، اس میں تمام resolutions, at that time and the last resolution for Akbar Bugti *sahib,* ان کو incorporate کیا گیا تھا۔ اب some of the issues which are beyond us, ان کے لیے میں نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے. to look into it. میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر آپ کا nationalist یا بلوچستان سے بھی وزیراعظم ہوتا تو آغاز حقوق بلوچستان میں جتنا کام ہوا ہے وہ کبھی نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ ایک کہنے کی بات ہے کہ provincial autonomy کی 1940 سے لے کر آج تک کی ڈیمانڈ ہے اور اگر یہ provincial autonomy چھوٹے صوبوں کو دے دی جاتی تو بنگلہ دیش نہ بنتا، یہ ٹوٹا تھا because they were deprived.

یہ بات کی جاتی ہے کہ وہاں جو بھی گورنمنٹ ہے it is for corruption. I ask you one question through Mr. Chairman, مجھے یہ بتائیں کہ اس گورنمنٹ میں کونسی پارٹی شامل نہیں ہے، it is not Peoples Party government, it is a government of all parties, not even a single person, except Rind *sahib*, who is out

of country, other all are Ministers, all are in the government. You name any political party of the country within the Parliament, they are the part of the government. Why pick on us? Why pick on only Pakistan Peoples Party. Everybody is part of the government. اور میں یہ whether they perform well or whether they don't perform well, it is not my بھی بتا دوں business. according to the Constitution of Pakistan, according to the 18th Amendment of the Constitution of Pakistan, according to the rights and according to the mandate of the people of the province of Balochistan, I don't care, whether they utilize their fundsjudiciously or not, اگر کوئی بچہ نالائق ہو جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کا وارث کوئی اور بن جائے گا، وارث پھر بھی بلوچستان ہو گا. they commit more mistakes and they should learn from their mistakes.

اس موقع پر مجھے یاد آ رہا ہے کہ:

کچھ اپنوں نے، کچھ غیروں نے سہارا نہ دیا

لغزش کی ضرورت تھی سنبھلنے کے لیے

یہ خود غلطیاں کریں گے، خود ہی سنبھل جائیں گے، مگر ان کے rights نہیں لینے چاہیئیں، یہ rights ان کے ہیں اور بلوچستان کو rights ملیں گے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ جن پانچ ہزار لوگوں کو میں نے appoint کیا تھا ان کو salaries نہیں مل رہیں۔ میں آج direction دیتا ہوں کہ ان کو فوراً salaries ادا کی جائیں۔

Public sector organizations کی باتیں ہوئیں۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب global recession آیا تو اس global recession میں دنیا کی جو سب سے زیادہ معاشی اعتبار سے مضبوط economies تھیں like in United Stats, کون کونسی companies تباہ نہیں ہوئیں، including Ford Company and others ان کو بھی in trillion dollars bail out packages دیے گئے تو جو global recession آیا اس کا یہاں affect ہوا and today I held the meeting with one of the organization that was Steel Mills. There was a global recession and it was hit by the global recession, تو اس لیے everything is not corruption and everything is not

mismanagement, there are hundreds of things on one factor. If you like, I can bring each and every organization here in this august House, you debate on it, you give me recommendations and you give me people who should run it. I am ready to do that.

(Thumping of desks)

یہ کوئی اتنا مشکل کام نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں give the dog bad name and shoot. Two third majority والی پارٹیوں کو بھی shoot کیا گیا، ان کا کیا قصور تھا۔ یا تو یہ کہیں کہ وہ بھی mismanagement تھی، corruption تھی، nepotism تھی، favoritism تھی، وہ بھی تو چلے گئے۔ اس لیے ہر آنے والی گورنمنٹ کو criticize کیا جائے گا۔ You tell me one more thing کہ دس دس سال کے لیے تین dictators آئے اور وہ جب بھی آئے انہوں نے ایک ہی بات کی کہ ہم اس ملک سے corruption ختم کریں گے۔ دس گیارہ سال کے بعد ایوب خان صاحب چلے گئے لیکن corruption تو وہیں رہ گئی۔ وہ کہتے تھے کہ میری گورنمنٹ corrupt نہیں ہے، ہمارے ساتھ ہی تو مل کر وہ حکومتیں بناتے ہیں، ان کے ساتھ کون نہیں ہوتا تھا۔ پھر ضیاء الحق صاحب آئے اور انہوں نے بھی یہ کہا کہ corruption ختم کروں گا۔ پھر مشرف صاحب آئے اور کہا کہ میں corruption ختم کروں گا، انہی corrupt لوگوں سے مل کر انہوں نے حکومت چلائی۔ مجھے یہ بتائیں کہ اس ملک میں جتنے dictators آئے کیا وہ corruption free تھے اور جو political leadership آئی وہ سب corrupt تھے۔ انہوں نے تو حسین سہروردی، خواجہ ناظم الدین، سر فیروز خان نون اور جو تحریک پاکستان کے چوٹی کے کارکنان تھے ان کو تو with one stroke of pen disqualify کر دیا کہ they were corrupt. Those who served Quaid-i-Azam, they were corrupt. اس کے برعکس انڈیا میں آپ دیکھیں کہ ان کی 1947 leadership سے late 60's and 70's تک چلی۔ ہماری تو 1958 میں all political leadership of this country, they were disqualified by EBDO(Elected Bodies Disqualification Order). سب disqualify ہو گئے۔ یہ ملک under 19 team کے ساتھ چلا تو پھر اس نے کیا بننا تھا، کسی کو grow نہیں ہونے دیا گیا۔ جو بھی آئے گا یہ اس کو corrupt کہیں گے۔ میں آپ سے corruption کا criterion پوچھنا چاہتا ہوں۔ What is the difference between NRO and plea-bargain? میں نے کسی سے پوچھا، وہ کہتے ہیں it is one and the same thing. جو چوروں کے ساتھ معاہدے کیے گئے کیا وہ NRO نہیں ہے؟ یہ کہاں کا اصول ہے کہ چوروں کے ساتھ معاہدے کیے جائیں اور کورٹ کے ذریعے کیے جائیں، کل بھی ہوئے ہیں۔ You just accept

آپ جائیں، 30% to NAB, 70% to the government. ہم نے چوری کی ہے، پیسے واپس کرتے ہیں، your guilt, yes then what is the difference, that is یہ ہوتا رہا ہے، اب بھی ہو رہا ہے you are free to become a Minister just like a reconciliation, that is the policy.

اب جب باتیں کرتے ہیں تو یہ بات نہیں کرتے کہ there has been settlements, جو کمزور دل حضرات تھے وہ تو plea-bargain میں آئے اور جو ہمارے جیسے ڈٹے رہے ان کے لیے NRO بنا۔ اس لیے میں آپ کو بتانا چاہ رہا ہوں کہ this House should seriously study. دیکھیں کہ کہاں غلط چیز ہو رہی ہے اور کہاں بری ہو رہی ہے۔ ہمیں فرق نہیں پڑتا، چاہے آپ کہتے رہیں کہ گورنمنٹ غلط ہے۔ آپ نے پہلے دن سے ہی کہا کہ غلط ہیں، ابھی ہم آئے ہی نہیں تھے کہ کہا گیا کہ غلط ہیں، ابھی ہم بیٹھے ہی نہیں تھے کہ کہا کہ کل جا رہے ہیں۔ ہم نے تو گن گن کے دن گزار رہے ہیں۔ پہلے دن سے کہہ رہے ہیں we give them one month, we give them two moths, we give them three months, we give them six months. اب چار سال ہو گئے ہیں، اب پھر کہتے ہیں کہ نااہل ہیں۔ بھئی جو بھی ہیں ہم آپ میں سے ہیں، ہم imported نہیں ہیں، ہم اس ہاؤس میں سے ہیں اور جو بھی یہاں اس ہاؤس میں ہیں ان کا کسی نہ کسی طریقے سے ایک دوسرے سے تعلق رہا ہے۔

(آگے جاری T20)

T20−14DEC2011...............FANI\ED(Javaid)....................7.00PM..............UR12

وزیراعظم (جاری)

بھائی جو بھی ہیں ہم آپ کے ہیں۔ ہم آپ میں سے ہیں، ہم باہر سے نہیں ہیں imported نہیں ہیں، ہم اس ہاؤس میں سے ہیں اور جو یہاں اس ہاؤس میں ہیں ان کا کسی نہ کسی طریقے سے ان دوسروں سے تعلق رہا ہے۔ we should all get together and support democracy in the country. Don't support the government, support democracy, support the Parliament and follow the Constitution.

(ڈیسک بجائے گئے)

اگر آپ کو میری شکل پسند نہیں ہے I don't mind bring a vote of no confidence against me, I will go. آپ کسی اور کو بنا دیں مگر خدا If you don't like the face of the President bring an impeachment

را! Follow the Constitution, follow the Rules of Law اور دو تہائی اکثریت والی پارٹی اگر چور ہے، کرپٹ ہے تو باقی آپ بچے ہیں آپ کس کے ساتھ مل کر حکومت کریں گے I challenge you میں دیکھتا ہوں کہ آئندہ آپ coalition government نہیں بنائیں گے۔ آپ coalition government بنائیں گے، اس لیے کہ کسی کی بھی Absolute majority نہیں ہوگی کہ جو Single handedly کہہ سکے کہ میں ملک کا واحد لیڈر بنوں گا۔ اب جو کہہ رہے تھے کہ ہم نے musical concert کے ساتھ supply lines بند کرا دی ہیں ایسا بھی کبھی ہوا ہے supply lines اب بند ہوئی ہیں اور ساری دنیا نے دیکھا ہے۔ اس لیے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ I have coalition government, I am not alone, I have a coalition with MQM, I have coalition with ANP, I have a coalition with PML(Q), I was got in coalition with PML (F), I have got coalition with FATA, I have coalition with Independents, اب دو تہائی اکثریت کو بھی if you start criticizing, now you tell me today if I resign, can you form a government? You will not be able to form a government and why do you ask for such thing which is beyond you, اس کا ایک ہی حل ہوسکتا ہے کہ میں بھی جاؤں اور آپ بھی جائیں پھر election will not be held during in your life time. Thank you very much Mr. Chairman.

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. The House stands adjourned to meet again on Thursday the, 15th December, 2011 at 10.30.a.m.

[The House was then adjourned to meet again on Thursday, the 15th December, 2011 at 10.30 am]